بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

المدد المدد ــــ یا علیؑ المدد

محمد وصی خان فاتحہ برائے وصی حیدر و دیگر مومنین

شیعہ حُفّاظِ قرآن

پہلی صدی ہجری سے لے کر دورِ حاضر تک کے شیعہ حفاظ کے اسمائے گرامی اور اُن کے قابل قدر و بے مثال کارنامے

مرتبہ و مولفہ

محمد وصی خاں

(صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ)

صدر محفل حیدری ناظم آباد ۴ کراچی

صدر انجمن ناصر العزا رجسٹرڈ - کراچی

پیشکش :- مرزا علی سعید

اطلاع عام

یہ کتاب میں نے اپنے نوجوان بھائیوں کی معلومات اور علم کے لئے لکھی ہے جو مذہب شیعہ اثنا عشری امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں اسلام کے دیگر فرقوں کے لوگ اس کو پڑھنا دل آزاری سمجھتے ہیں تو اس کو پڑھنے اور خریدنے سے بالکل پرہیز کریں۔ یہ پوری کتاب میں نے بھرپور حوالہ جات کے ساتھ تحریر کی ہے کوئی واقعہ اس کتاب میں بغیر حوالے کے نہیں لکھا ہے۔ حوالے کی کتابیں تمام کی تمام میرے پاس موجود ہیں۔

محمد وصی خاں

نام کتاب شیعہ حفاظ قرآن تعداد کتاب ایک ہزار
قیمت کتاب ۱۰ روپیہ طباعت مشہور آفسٹ پریس سن طباعت ۱۹۸۰ء

کتاب ملنے کا پتہ :۔ محفل حیدری ناظم آباد نمبر ۴

٣
یا صاحب العصر والزمان ادرکنی !
اے معنیٔ مولیٰ میں الجھنے والو!
جو تم نہیں بن سکتے وہ مولیٰ ہیں علیؑ
مؤلف و مرتب کتاب
محمد وصی خان
صدر محفل حیدری ناظم آباد نمبر ۴
صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ
صدر انجمن ناصر العزا رجسٹرڈ

فہرست مضامین !

باسمہ سبحانہٗ

مقدمہ

از

محقق عصر علامہ علی حسنین شیفتہ ایم اے تاج الافاضل

قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے
یہ کتاب عزیز حضرت خاتم الانبیاءؐ پر
تقریباً تیئیس سال کے عرصے میں نازل
ہوئی۔ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب
علیہ السلام نے پیغمبر اکرمؐ کے حکم سے
زندگیٔ پیغمبر ہی میں اسے ترتیب نزول
کے اعتبار سے کتابی شکل میں جمع فرمایا
تھا کیونکہ آپؑ ہی پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ساتھ تقریباً ہمہ وقت
موجود رہا کرتے تھے۔ ہجرت رسول کے بعد مدنی زندگی میں کچھ اور اصحاب
نے بھی قرآن مجید کو صحیفوں کی شکل میں جمع کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت
عثمانؓ کے زمانۂ حکومت میں قرآن مجید کو اس ترتیب کے ساتھ جمع
کیا گیا جو آج تک باقی ہے۔ اور دوسرے اصحاب کے جملہ صحیفوں کو تلف
کر دیا گیا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام کا مرتب کیا ہوا مصحف اُن کے
خاندان میں محفوظ رہا۔ لیکن حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اطہار نے اُسے مخفی

اس لئے کسی پر ظاہر نہیں کیا کہ کہیں مسلمانوں کے درمیان قرآن مجید کے بارے میں اختلاف نہ ہوجائے۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن مجید کی بھی توراۃ و انجیل کی طرح کئی شکلیں ہوجائیں۔ اسی عظیم تر مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل بیت رسول نے اپنے مخلص دوستوں کو بھی اُسی مصحف کو قبول کرلینے کا حکم دیا جسے تیسری خلافت کے زمانے میں حکومت نے مرتب کرواکر جاری کیا تھا کیونکہ اس میں بھی شروع سے آخر تک صرف اللہ ہی کا کلام تھا اور آج بھی وہی مصحف باقی ہے لہٰذا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے زمانے سے آج تک شیعیانِ علی اسی مصحف کو کلام اللہ مانتے ہیں (اگرچہ یہ ترتیب نزول کے اعتبار سے مرتّب نہیں ہے) اسی کی تلاوت کرتے ہیں، اسی سے ایصال ثواب کرتے ہیں، اسی پر عمل کرتے ہیں، اسی سے دین حق کے لئے حجّت و دلیل پیش کرتے ہیں اور اسی کو حفظ کرتے ہیں۔

بعض لوگ اپنی نافہمی و عدم اطلاع کی بنا پر شیعیان علیؑ کے خلاف یہ طعنہ دیتے ہیں کہ گویا اُن میں حافظان قرآن نہیں ہوتے، یا یہ کہ بقول اُن لوگوں کے قرآن مجید شیعہ کے حافظے میں باقی نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ ایک نہایت بے بنیاد طعنہ ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر تسلیم شدہ ہے کہ جس طرح پورے قرآن مجید کو قرآن اور کلام اللہ کہتے ہیں اُسی طرح اُس کی ہر آیت اور ہر سورۃ کو بھی قرآن اور کلام اللہ کہتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص ایک سورۃ بھی یاد کرلے اس کو بھی حفظ قرآن کا شرف حاصل ہوجاتا ہے اور ہر شیعہ سورۂ فاتحہ اور دیگر چند سورتوں کو یاد رکھتا ہے کیونکہ ایسا کئے بغیر کوئی شخص

فریضۂ نماز ادا نہیں کر سکتا۔ پس یہ طعنہ کہ "شیعہ کے حافظے میں قرآن باقی نہیں رہتا" طعنہ دینے والوں کی نافہمی و جہالت کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

جہاں تک پورے قرآن مجید کے حفظ کا تعلق ہے تو ملّتِ شیعہ میں ہمیشہ ہی سے ایسے لوگ بھی موجود رہے ہیں جن کو اصطلاحی طور پر حافظانِ قرآن کہا جاتا ہے ایسے ہی حفّاظ شیعہ کا تذکرہ میرے نہایت عزیز و محترم اور لائق و فائق دوست جناب محمد وصی خانصاحب سلمۂ اللہ نے اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حفّاظِ شیعہ کے تذکرے معتبر حوالوں کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ اگرچہ فاضل مؤلّف نے پوری جستجو کر کے شیعہ حفّاظ کے تذکرے جمع کیے ہیں تاہم اس مجموعے کو مکمل نہیں کہا جاسکتا۔ بہرحال یہ کتاب پڑھنے والوں کے لئے نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔

پروردگارِ عالم مؤلّف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

علی حسین شیفتہ

۲۸ / اگست ۱۹۸۰ء

کراچی

قرآن پڑھنے والوں کیلئے ضروری ہدایت

- قرآن پاک کی تلاوت میں زیر، زبر، پیش وغیرہ کی ادائیگی میں احتیاط کرنا نہایت ضروری ہے۔
- قرآن پاک میں بعض مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے میں ذرا بھی بے احتیاطی اور غلطی ہونے سے کلمہ کفر صادر ہو جاتا ہے کیونکہ زیر، زبر، پیش کی صحیح ادائیگی میں غلطی اور فرق ہو جانے سے ان مقامات پر معنی میں ایسی تبدیلی ہو جاتی ہے جو گناہ کبیرہ میں شمار ہوتی ہے۔ بلکہ جان بوجھ کر ان مقامات پر غلط پڑھنا کفر کا مرتکب بنا دیتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ

قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر۔ اور خوب اچھی طرح زبر، زیر اور پیش کو سمجھ کر پڑھا جائے۔

محمد وصی خان

قرآن صحیح رسم الخط میں کب لکھنا شروع ہوا؟

عہدِ عثمانی رضؓ تک جس قدر قرآن شریف لکھے گئے وہ سب خط حیری میں تھے۔

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کے دورِ خلافت میں آپ کے ندیم خاص اور نامور شاگرد ابوالاسود الدوئلی نے ۶۹ھ میں رسم الخط میں ترمیم کی اور قرآن شریف میں اعراب بحکم امیر المومنین لگائے۔ ابوالاسود کے چار شاگرد تھے۔

(۱) نصر بن عاصم ۔ (۲) یحیٰی بن العمیر عدوانی

(۳) میمون بن آقیرنا ۔ (۴) عنبسہ بن معدان فہری۔

یہ سب خطاط تھے۔

اظہارِ تشکر

میں نے یہ اپنا فرض اوّلین بنا لیا ہے کہ جب بھی کوئی کتاب
لکھوں تو ان ہستیوں کا ضرور شکریہ ادا کروں جو ہمیشہ ہر وقت
اور ہر کام میں میری بھرپور مدد کرتے ہیں خداوند کریم کی بارگاہ میں
میں ان لوگوں کے لئے دست بدعا ہوں کہ مولا ان سب صاحبانِ
علم کو ہر دنیاوی اور آخرتی امور میں کامیابی اور کامرانی سے
سرفراز فرمائے جنکے نام میرے دل میں ہمہ وقت رہتے ہیں
اور جب کچھ لکھنے بیٹھتا ہوں تو یہ اسم مبارک علامہ سید
ذکی الاجتہادی۔ علامہ عباس حیدر عابدی۔ علامہ طالب جوہری۔
علامہ سید رضی جعفر نقوی جناب مولانا محمد مصطفےٰ صاحب جوہر جناب
ڈاکٹر صادق صاحب جناب موسیٰ رضوی صاحب جناب منجی جونپوری صاحب
جناب سجاد حیدر صاحب جناب قیصر عباس صاحب جناب سردار حسین صاحب
جناب عنور حسین صاحب قلعہ خیبر جناب پروفیسر سردار نقوی صاحب
جناب مولانا حیدر حسین صاحب جناب ضمیر صاحب جناب اختر حسین
رضوی صاحب جناب جعفر رضا صاحب کو اظہار تشکر کے طور پر میرا قلم
لکھنے لگتا ہے۔

خادم اہلبیت

محمد وصی خان

وجہ تالیف و ترتیب

یہ کتاب میں نے اپنے جیسے ان نوجوانوں کے لئے لکھی ہے جن سے اکثر دوسرے حضرات بحث کرتے ہیں کہ شیعوں میں قرآن مجید کے حافظ نہیں ہوتے لہٰذا ان نوجوان بھائیوں کی یادداشت اور معلومات کے لئے اجر رسالت سمجھتے ہوئے تبلیغ دین کی خاطر یہ کتاب لکھی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ میں پاکستان کوارٹر نشتر روڈ پر رہتا ہوں۔ یہاں پر جناب حکیم محمد یونس فاروقی صاحب کا مطب ہے جس کا نام "ہندوستانی دواخانہ" ہے موصوف حکیم اجمل خاں صاحب کے شاگرد ہیں اور کافی عمر رسیدہ ہیں۔ اکثر شام کے وقت ان کے مطب میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور بڑی اچھی علمی محفل جمتی ہے جس میں جناب حسنین کاظمی صاحب جناب منجر جونپوری صاحب شاعر اہلبیت موجود ہوتے ہیں۔ اکثر حکیم صاحب ہم لوگوں کو چھیڑنے کے لئے بڑے فخر و شوق کے ساتھ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے۔! ان کے اس الزام اور سوال کے جواب میں یہ کتاب مولائے کائنات کی رہنمائی اور مدد سے لکھی ہے۔ امید کرتا ہوں کہ بارگاہ سیدہ میں یہ ہدیہ ضرور قبول ہوگا۔

خادم اہلبیتؑ

محمد وصی خاں

قرآن کریم کا زندہ معجزہ جسکو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کرلیا
غیر مسلموں کے ادارۂ تحقیق قرآنی کی ایک اہم اطلاع

کراچی بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

بھاولپور ۱۰ مارچ (نمائندہ جنگ) قرآن حکیم وہ واحد الہامی کتاب ہے جو تحریفات اور ترامیم سے پاک ہے اور جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمے لے لی ہے اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور میں دنیائے اسلام کے نامور محقق ڈاکٹر محمد حمید آف پیرس نے تاریخ قرآن مجید کے موضوع پر ایک لیکچر میں کہا کہ میونخ یونیورسٹی میں غیر مسلموں نے قرآن حکیم کے متعلق تحقیقاتی و معلوماتی ادارہ قائم کیا تھا جس کا مقصد قرآن حکیم کے بارے میں مختلف نسخوں کے حوالے دریافت کرنا تھا ۴۲ ہزار نسخوں و مخطوطات کے تقابل کے بعد یہ رپورٹ پبلش کی گئی کہ ان میں کتابت کی اغلاط پائی جاتی ہیں لیکن اختلافات روایات کہیں نہیں ملتیں۔ یہ قرآن کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کے بارے

از قلم حقیقت رقم

سرکار صدر العلماء و مجتہدین مسند نشین اریکۂ شریعت رہنمائے منازل ہدایت، عامل فیض روحانی علامہ سید ذکی الاجتہادی الرشتی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا خیر الانام محمد و آلہ الکرام -

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان اور مسلسل رحم کرنے والا ہے اور اسی ہی رحیم خدا کی عبادت کرتے ہیں جو ہمارا مددگار ہے - درود و سلام محمد مصطفٰےؐ اور ان کی آل پاک پر جو وجہ خلق کائنات ہیں -

اما بعد اتنا عرض کروں کہ علوم قرآن کی دشوار گزار وادی میں اہلبیت رسولؐ نے جو قدم اٹھایا اگر اسے بغیر تعصب کے بالغ نظر سے دیکھا جائے تو ہر صاحب نظر یہ تسلیم کرے گا کہ قرآن کے ساتھ اہلبیت کا رویہ علمنا ہمدردانہ رہا اتنا کسی کا نہیں رہا حضرت امیر المومنین علیؑ مرتضٰے روحی لہ الفداء نے عام نظریں برسر اقتدار ہونے سے پہلے خود قرآن مجید جمع کرلیا تھا اور اپنے تدبر سے کام لیتے ہوئے اس اہم کام کو تن تنہا

نہایت آسانی اور خوبی سے انجام دیا تھا اسی طرح دیگر آئمہ کرام علیہم السلام نے قرآن مجید اور اس کے معانی کی تفسیر اور روح احکامات کی تشریح میں اپنی زندگی کے تمام لمحات وقف کر دیئے تھے اور کلام الٰہی سے جو روحانی ربطان ذات مقدسہ کو تھا نیز معانی قرآن کو جو وابستگی ان کے دامن سے تھی اس کا وقتاً فوقتاً عالم اسلامی میں مظاہرہ ہوتا رہا۔ درحقیقت صورت حال تو یہ ہے کہ قرآن صحیفۂ منقبت ہے محمد و آل محمدؐ کا اس سے بڑھکر اور کون سا قانون اساسی ہو سکتا ہے جس پر کاربند رہ کر اہلبیت کا رشتہ مودت مضبوط کیا جائے یہ ہم لوگ ہیں جو ان سے محبت نہیں مودت کرتے ہیں وہ کیوں اس لئے کہ آل رسولؐ قرآن ناطق ہیں ان کے گھر کی کنیز فضہؑ اگر بات کیا کرتی تھیں تو قرآن کی زبان میں بات کرتی تھیں ان کے ماننے والوں پر اگر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ قرآن کو نہیں پڑھتے اور نہ اس کو حفظ کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے ہم لوگ باب مدینۃ علم اور چراغ علم وحدانیت سے متمسک ہیں جو ابن عباسؓ کو تمام شب بائے بسم اللہ کی تفسیر بتاتے رہے اور دامن شب تنگ ہو جانے کا شکوہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر گریبان سحر چاک نہ ہو جاتا تو میں ابھی کچھ اور بیان کرتا جن کا مولا و آقا صرف بسم اللہ کی تفسیر کے "ب" کو سمجھانے میں رات صرف کر دے اور پھر بھی تنگی وقت کا شکوہ کرے تو اس کے ماننے والے کس طرح اس قرآن کی عظمت سے روگردانی کر سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا سطور سے منسلک ہوتے ہوئے مصنف کے بارے میں اگر کچھ نہ کہا جائے تو ایک بہت بڑی حق تلفی ہوگی جناب محمد وصی خاں صدر مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) میرے نہایت عزیز اور مخلص دوست ہیں

جو بہت سی دینی و تبلیغی کتابوں کے مصنف ہیں اور مجھ حقیر و پُر تقصیر سے ایک گونہ عقیدت بھی رکھتے ہیں انھوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کی اس کتاب کے بارے میں ایک غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بلیغ لفظ لکھوں میں نے پہلے اس کتاب کو از اوّل تا آخر پڑھا اور میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ یہ کتاب بلاشبہ فیض مولائے علیؑ کائنات ہے اور اس موضوع پر ایک انتہائی قابل قدر اور بیش قیمت بے مثال محققانہ کتاب ہے۔ مورخ حضرات کے لئے یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اور عوام کے لئے اپنے مطالب ضمنی کی جہت سے انشاءاللہ نہایت مفید اور نافع ثابت ہوگی۔

اس کتاب میں جو موضوع زیر بحث ہے وہ یہ کہ شیعوں میں حافظ قرآن ہوتے ہیں کہ نہیں جس کو ممدوح نے تاریخی و علمی حقائق کو سامنے رکھکر بڑی خوبی اور عرق ریزی سے پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک کے حافظوں کے اسماء گرامی جو مشہور زمانہ ہیں قلمبند کیا ہے جو یقیناً ان کا ایک علمی اور تاریخی کارنامہ ہے۔ اس عظیم کاوش کو دیکھتے ہوئے میں محمد وصی خاں کی مدح و ستائش کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ مدح و ستائش کے یقیناً حقدار ہیں۔

اس کتاب میں انھوں نے اپنی پوری سعی و کوشش سے تمام شیعہ مشہور زمانہ حافظوں کے اسماء گرامی کو جمع کیا ہے جن کو اسلام کے ہر فرقے والے جانتے ہیں اور ان کے حافظ ہونے پر یقین رکھتے ہیں اس سلسلہ میں میں اتنا اور کہتا چلوں کہ میری موجودگی میں شہر محراب پور جنکشن ضلع نواب شاہ۔ سندھ میں بھی ۱۹۵۵ء میں ایک

مناظرہ اسی موضوع پر ہوا تھا اور شیعوں نے اپنا حافظ پیش کر کے یہ مناظرہ جیت لیا تھا اس پورے مناظرہ کا حال سند کے طور پر جناب محمد وصی خاں صاحب کی فرمائش پر تحریر بھی کئے دیتا ہوں اور ان لوگوں کے اسماء گرامی بھی بتائے دیتا ہوں جو اس مناظرہ کے وقت موجود تھے اور اب بھی خداوند کریم کی عنایت سے زندہ اور سلامت ہیں۔ کچھ لوگ تو محراب پور میں رہ رہے ہیں اور کچھ شہر کراچی ہیں۔

مناظرہ محراب پور جنکشن

یہ مناظرہ ۱۹۵۵ء میں محراب پور جنکشن ضلع نواب شاہ صوبہ سندھ پاکستان میں شیعہ حضرات اور سُنّی حضرات کے درمیان اس بات پر ہوا تھا کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے۔ یہ سوال سُنی حضرات کی طرف سے تھا جسکے جواب میں شیعہ حضرات نے کہا کہ ہمارے یہاں حافظ قرآن ہوتے ہیں جو اس کو تفسیر اور معانی کے ساتھ زبانی پڑھ کر سُنا سکتے ہیں۔ مناظرہ بروز جمعہ ۸ بجے شام ہونا قرار پایا۔ تاریخ ٹھیک سے یاد نہیں لیکن سن یاد ہے کہ ۱۹۵۵ء کا سال تھا۔ سُنیوں کے قائد جناب حاجی سومار صاحب تھے اور شیعوں کی طرف سے میر کریم خاں صاحب آف تالپور۔ میر حیدر بخش آف تالپور وغیرہ تھے یعنی شیعوں کا حاکم تھا اور دوسری طرف سے جناب حافظ مولوی پیر علی شاہ صاحب حاکم تھے شیعوں نے اپنے جن حافظ کو پیش کیا انکا

اسم گرامی حافظ عبدالعلی صاحب ملتانی تھا۔ اس مناظرہ کی صدارت ریٹائرڈ ڈسی۔ ایس۔ پی میر مولا بخش خان آف تالپور فرما رہے تھے جناب حاجی سومار صاحب نے اپنے اطمینان کے لئے شیعہ حافظ جناب عبدالعلی صاحب سے ہر اس بات کا ان کے منہ سے اقرار کرالیا جو شیعیت کی نشانی ہے۔ اور جناب عبدالعلی صاحب نے بھی ان کو اپنے شیعہ ہونے سے پوری طرح مطمئن کر دیا اور کہا کہ میں نے تو آپ کو صاف لفظوں میں آپ کے سوال کرنے سے پہلے کہدیا تھا کہ میں شیعہ ہوں تو پھر اتنے سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی اس پر جناب حاجی سومار نے ارشاد فرمایا کہ اکثر شیعہ حضرات ہمارے حافظوں کو پیسے دیکر لے آتے ہیں اور ان کو ایسے موقع پر شیعہ بنا کر بیٹھ کر دیتے ہیں۔ اس پر جناب حافظ مولانا عبدالعلی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ پیسوں کی وجہ سے اتنی جلدی بدل جاتے ہیں۔ بہر حال اس گفتگو سے قطع نظر کرتے ہوئے اب مناظرے کا حال سنئے

جناب عبدالعلی صاحب نے کہا کہ جناب حاجی صاحب آپ اپنے حافظ سے کہیں کہ وہ کسی جگہ سے قرآن پڑھنا شروع کریں یا جس طرح چاہیں میرا امتحان لے لیں اگر وہ پڑھ کر چھوڑ دیں اور مجھ سے کہیں کہ اس کے آگے یا اس سے پہلے سے پڑھوں تو میں اسی جگہ سے پڑھنا شروع کر دوں گا۔

جناب حاجی سومار صاحب جو خود بھی حافظ ہیں انھوں نے جگہ جگہ سے قرآن کو پڑھا اس کے بعد حافظ عبدالعلی صاحب سے کہا کہ آپ

یہاں سے پڑھئے ۔ وہاں سے پڑھئے ۔ جناب حافظ عبدالعلی صاحب نے انہی مقامات سے بالکل صحیح طور پر پڑھ کر اپنا لوہا منوالیا اور یہ ثابت کر دیا کہ شیعوں میں بھی حافظ موجود ہیں۔ اور اسی طرح صحیح انداز میں زبانی قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے دوسرے حفاظ۔

محراب پور کے مشہور لوگ اس واقعہ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہیں سے ایک صاحب مولانا جلال حسین حیدری ساکن پی۔ آئی۔ بی کالونی کراچی میں حیات ہیں۔ اس کے علاوہ حافظ حاجی سومار صاحب خود بھی محراب پور جنکشن میں زندہ اور سلامت ہیں۔ اور حافظ عبدالعلی صاحب ملتان میں موجود ہیں۔ دونوں حضرات نہ صرف مشہور ہیں بلکہ اپنے اپنے شہروں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ان کے علاوہ میر خاندان کے لوگ بھی محراب پور میں اس کے گواہ موجود ہیں۔

میں محمد وصی خاں کو ان کی اس تاریخی اور علمی کوشش پر دلی مبارکباد دیتا ہوں خداوند علی واعلیٰ اور محمدؐ و انکی آل پاک کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ محترم کو اجر جزیل اور ثواب جمیل عنایت کرے اور ہمیشہ ایسی ہی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین!

امیر المومنین صورت گر آیات قرآنی ۔۔۔ ترے اقوال میں افعال میں شان یزدانی
تری پہلی نگاہ شوق تصدیق رسالت تھی ۔۔۔ تری آنکھوں میں اتری تھی لوح قرآنی

فقیر جناب اہلبیت
سید محمد خلیل الاجتہادی اشتی
۲۲ فروری ۱۹۸۰ء
۱۹ پی۔ آئی۔ بی کالونی کراچی

تقاریظ

شیعوں کے حافظ قرآن

تحریر: حجۃ الاسلام مجتہد العصر حضرت علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک مومن کی زندگی سرتاسر جہاد ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ اس جہاد کا انداز بدلتا رہتا ہے اور طریق کار میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ کبھی یہ جہاد تلوار کے ذریعہ ہوتا ہے جسے جہاد بالسیف کہتے ہیں کہیں یہ جہاد تقریر کے ذریعہ سے ہوتا ہے جس کا نام جہاد باللسان ہے کہیں یہ جہاد تحریر و کتاب کی صورت میں ہوتا ہے جس کا نام جہاد بالقلم ہے۔ اور اگر یہ جہاد اپنے نقطۂ ارتقاء کو پہونچ جائے تو انسان کو اس کے معراج کمال تک پہونچانے کا وسیلہ بن جاتا ہے یعنی انسان اپنی خواہشات نفسانی کو کچلتے ہوئے مرضی معبود کو ہر چیز پر مقدم کرتا چلا جائے تو اسے جہاد بالنفس بھی کہتے ہیں اور جہاد اکبر بھی۔ جو ہر انسان پر ہر آن واجب بھی ہے اور اس کے ارتقائے روحانی اور کمال ایمانی کی دلیل بھی!

اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جہاد بالقلم یعنی تحریر و کتاب کے ذریعہ معاشرے سے برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش، اور باطل افکار و نظریات کی تردید بھی وقت کی ایک اہم ضرورت اور دین و مذہب کی انتہائی اہم خدمت ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ اشخاص جو اس فریضے کو انجام دیتے ہوئے اپنی تحریروں سے مذہب اور اہل مذہب پر ہونے والے اعتراضات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم انھیں ان کی مساعی جمیلہ میں زیادہ سے زیادہ کامیابی عطا فرمائے۔

ماتمی انجمنوں کی فیڈریشن (مرکزی تنظیم عزا) کے صدر جناب محمد وصی خاں، جو ایک علم دوست باپ کے لائق فرزند ہیں، عرصہ سے دینی کتابوں کی نشر و اشاعت میں پوری سرگرمی سے منہمک ہیں اور انتہائی جدید مضامین پر بڑا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اب تک آپ کی درجنوں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جنمیں بعض اپنے موضوع کے اعتبار سے بالکل اچھوتی اور اپنے عنوان کے لحاظ سے معاشرے کی ایک اہم ضرورت نظر آتی ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی ایک نہایت قدیم اعتراض کے جواب میں پیش کی جارہی ہے کیونکہ اغیار کی طرف سے یہ اعتراض بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ شیعوں کے یہاں حافظ قرآن کیوں نہیں ہوتے؟

حالانکہ یہ سب پر واضح ہے کہ شیعوں کے یہاں "تراویح" جیسی کوئی چیز نہیں ہوتی جس کے لئے حفظ قرآن کی "موسمی ضرورت" درپیش ہو اور نہ کسی مومن کو قبض روح کے وقت کوئی ایسی

دشواری پیش آتی ہے جس کے لئے "کسی اندھے حافظ" کو بلایا جائے اور اس کے دم کرنے سے مرض الموت میں مبتلا شخص کا دم نکلے۔

کیونکہ "ہمارے یہاں قرآن وسیلۂ حیات ہے، ذریعۂ موت نہیں"۔ اور ہمارے خالص مومنین کا جب وقت انتقال آتا ہے تو آئمۂ معصومین علیہم السلام اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں اور اس طرح ہمارا مومن خالص، مسکراتا ہوا دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

پھر بھی اغیار کی زبان بندی کے لئے اس کتاب میں صدر اول سے لے کر اس وقت تک کے کچھ چیدہ چیدہ حفاظ قرآن کا تذکرہ پیش خدمت ہے، تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ ہم آج بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو حرز جان سمجھتے ہیں کہ

انی تارک فیکم الثقلین:
کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی
ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابدا...

(الحدیث)

(میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسرے میرے اہلبیت، جب تک تم لوگ ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہو گے، میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے)

بارگاہ معبود میں ہماری ہر آن یہی دعا رہتی ہے کہ

"پالنے والے ہماری زندگی کو قرآن اور اہلبیت کی تعلیمات
سے مطابق قرار دے"
اور "جب ہم دنیا سے اٹھیں تو ہمارے ایک ہاتھ میں
قرآن اور دوسرے ہاتھ میں اہلبیتؑ کا دامن ہو"
آمین رب العالمین
مجھے امید ہے کہ مصنف کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب
بھی قبولیت عام حاصل کرے گی۔ اور خوشنودی پروردگار کا
ذریعہ ثابت ہو گی۔

والسلام

خادم شریعت

دستخط علامہ سید رضی جعفر

۳ جمادی الاولیٰ سن ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

شیعہ حافظِ قرآن

پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں

تمام تعریفیں حمد و ثنا اس بزرگ و برتر ذات کے لئے ہیں جو اس دُنیا کا خالق ہے۔ درود و سلام ان ہستیوں پر جن کے فضائل و مناقب میں خداوند کریم نے اپنی کتاب قرآن مجید کو نازل کیا اور اس کی ہدایت کی کتاب میں صادقین کا ساتھ دینے اور کاذبین سے بیزاری اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔

صداقت و امانت کا سچا نمونہ اُس ذات بابرکات علی و اعلیٰ بزرگ و برتر نے رسولؐ و آلِ رسولؐ کے اسوۂ حسنہ کو ٹھہرایا۔

خداوند کریم نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے "یعنی تم میرا ذکر کرو، میں تم لوگوں کا ذکر کروں گا" پارہ ۲ سورہ بقر آیت ۱۵۲

ہم شیعیان حیدر کرارؑ قرآن ناطق کے ماننے والے ہیں۔ اپنی ہر محفل اور مجلس میں خدا، رسولؐ اور آلِ رسولؐ کا ذکر کرتے ہیں۔ بغیر تلاوت کلام پاک کسی محفل کو شروع نہیں کرتے۔ ہمارے گھروں میں ہمارے بزرگ ہر نماز کے بعد مسلسل قرآنی آیتوں کی تلاوت کیا کرتے

ہیں جہاں یہ عالم ہو وہاں ان ہی لوگوں پر آج کل اور اس سے پہلے بھی الزام لگایا جاتا رہا ہے کہ شیعہ حضرات میں حافظ قرآن نہیں ہوتے ہیں۔

اگر ہٹ دھرمی اور ضد کا دامن چھوڑ کر انصاف کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو یہ سوال اور یہ الزام کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے ہیں بالکل غلط ہے۔

- شیعوں میں حافظ قرآن ہوتے ہیں اور رہیں۔
- اور ہر صدی میں ہوتے رہے ہیں۔

اس کتاب میں پہلی صدی ہجری سے لے کر آغاز پندرھویں صدی ہجری تک کے مشہور زمانہ شیعہ حفاظ کے ناموں کو ان کی شخصیت کے تعارف کے ساتھ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے دینی بھائیوں کے دل سے یہ غلط فہمی بالکل دور ہو جائے کہ شیعہ حضرات میں پہلے بھی حافظ قرآن ہوتے تھے اور آج بھی موجود ہیں۔

قرآن پاک کسی ایک شخص یا فرقے کی میراث نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کے لئے خداوند کریم علی و اعلیٰ نے رسول پاکؐ کے ذریعہ اس کی اہمیت افادیت اور تفسیر بتائی ہے۔

ہمارے آئمہ اطہار کا قول ہے کہ اپنی عبادتوں کو تلاوت کلام پاک (قرآن) سے چار چاند لگاؤ۔

جس کا پڑھنا۔ یاد کرنا۔ سمجھنا اور گھروں میں رکھنا باعث خیر و برکت ہے۔ جو عبادت کو عبادت بنا دیتا ہے اس حکمت کی کتاب کو ہم کیسے بھول سکتے ہیں۔

اکثر لوگ یہ کہتے ہوئے پائے گئے ہیں کہ ہم نے آج تک کسی حافظ قرآن

کو نہیں دیکھا جو یہ کہتا ہوا پایا جائے کہ میں شیعہ ہوں۔ آپ کا نہ دیکھنا کسی عدم کی دلیل نہیں ہو سکتی آپ نے تو بہت سی چیزیں نہیں دیکھی ہیں اور نہ دیکھی ہوں گی تو اس کے عدم کی دلیل نہیں میں نے پاکستان میں خود بہت سے حافظ دیکھے ہیں۔ اور ان سے قرآن بھی سنا ہے اگر ان کی فہرست لکھنے بیٹھوں تو ایک بہت بڑی کتاب بن جائیگی اب میں آپ کو چند مشہور پاکستانی شیعہ حافظوں کے نام بتاتا چلوں جن کو آپ لوگوں کے مشہور و معروف حافظ لوگ بھی جانتے ہوں گے ان میں جناب حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم (لاہور) جناب حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب قبلہ ساکن ملتان۔ جناب حافظ سیف اللہ صاحب فاضل دیوبند ساکن سرگودھا قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ اس کتاب سے پہلے آپ کے اور ہمارے درمیان اس بات پر مناظرہ بھی ہو چکا ہے کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے جس کو جناب حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم "شیر پنجاب" نے لاکھوں آدمیوں کے سامنے ہر طرح سے زبانی قرآن سنا کر جیت لیا تھا اور اس بات کی تصدیق کرائی تھی کہ شیعوں میں حافظ ہوتے ہیں۔ جو تفسیر بھی جانتے ہیں اور اس کی ادائیگی بھی صحیح طرح سے کرتے ہیں۔ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو ابھی حال میں قرات کانفرنس حکومت پاکستان نے منعقد کرائی تھی اس میں دنیا کے بڑے بڑے مشہور حافظ اور قاریوں کے درمیان مقابلہ ہوا تھا اور ان کو انعام بھی حکومت پاکستان کی طرف سے دیئے گئے تھے ان انعام پانے والے حافظوں اور قاریوں میں ایک حافظ اور قاری ایرانی تھے جو مذہب شیعہ اثناء عشری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کانفرنس و

پوری کارروائی آپنے اور آپ کے ساتھیوں نے پاکستان کے اخبارات کے ذریعہ ضرور پڑھی ہوگی۔

اب میں بعض مشہور زمانہ حفاظ قرآن کا ذکر کروں گا جو عہد رسول اکرمؐ سے تا حال زمانہ یعنی آغاز چودھویں صدی ہجری میں موجود ہیں اور اگر بہت زیادہ تفصیل درکار ہو تو کتاب تذکرۃ الحفاظ اور کتاب "کشف الاشتباہ" مصنفہ حجۃ الاسلام آیۃ اللہ الشیخ عبد الحسین الرشتیؒ مترجم و حواشی عالیجناب مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب قبلہ لوگانوی مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی تاریخ طباعت یکم ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ دیکھئے اگر اس کتاب کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہیں تو میرے غریب خانہ پر آکر دیکھ سکتے ہیں۔

خادم اہلبیت

محمد وصی خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

شیعیانِ علی ابن ابی طالب

عبدالرحمٰن بن عبدرب انصاری — واضح ترکی
کنانہ بن عتیق تغلبی — نافع بن ہلال جملی
اُم المومنین اُم سلمہ — ابی بن کعب انصاری
مقداد بن عمرو — عبادہ بن صامت انصاری
حذیفہ بن یمان
محمد بن ابی حذیفہ
علقمہ بن قیس
ابوایوب انصاری
میثم تمار
بریر ہمدانی
حنظلہ ابن اسعد شامی

عبداللہ بن عباس
ابوعبدالرحمٰن سلمی
ابوالاسود دئلی
عبدالرحمٰن بن ابزی خزاعی
عبید بن نضلہ خزاعی
زر بن حبیش الاسدی
زاذان ابوعمرو الفارسی الکندی
ابوزید ثابت بن زید انصاری
عبدالرحمٰن بن ابی لیلی الانصاری
سعید بن مسیب قرشی
سعید ابن جبیر اسدی کوفی اعلم التابعین

حضرت ابی بن کعب رضؓ انصاری

جناب ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ابی بن کعب انصاری رضؓ فقہائے صحابہ میں سے تھے۔ تمام صحابہ رسول مقبول میں بہترین قرآن پڑھنے والے تھے یہ اس زمانہ کی بات ہے جب قرآن پاک چھپا ہوا نہ تھا۔ اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ وہی شخص صحیح طور پر قرآن پڑھ سکتا ہے جسکو حفظ ہو یا دہراتا رہا ہو اور وہ پڑھ رہا ہو۔

حضرت ابی رضؓ کے لئے جناب رسالت مآب کا ارشاد ہے کہ آپ بہترین قرأت کرنے والے قاری تھے اور حضرت عمر رضؓ بھی کہا کرتے تھے کہ ہم میں بہترین فیصلے کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں اور بہترین قرأت قرآن کرنے والے قاری ابی رضؓ ہیں۔

آپ دوستداران علیؑ ابن ابی طالب میں سے تھے۔

تاریخ ابوالفداء مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶ میں بسلسلہ کیفیت بیعت حضرت ابوبکر رضؓ سوائے بنی ہاشم کی ایک جماعت اور زبیر رضؓ۔ عتبہ رضؓ۔ خالد رضؓ۔ مقداد رضؓ۔ سلمان رضؓ۔ ابوذر رضؓ۔ عمار رضؓ۔ براء اور ابی بن کعب رضؓ کے سب لوگ حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت کرنے پر راضی ہو گئے تھے۔ لیکن یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی طرف مائل تھے اور حضرت علی علیہ السلام کے سچے ساتھیوں میں سے تھے۔ جناب ابی رضؓ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے قرآن کو رسول اکرمؐ سے سنکر یاد کیا اور تفسیر اس کی جناب مرتضیٰ سے۔ آپ ہر وقت کوئی نہ کوئی وہ آیت قرآن تلاوت کرتے رہتے جو

اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی یا دوسروں کو یاد کرا کر کہتے تھے کہ اس آیت اور سورۃ کی تلاوت کیا کرو۔ میں جناب ابیؓ کی زندگی کے کچھ واقعات کتاب کشف الاشتباہ از حجتہ الاسلام آیتہ اللہ الشیخ عبدالحسین الرشتی الفردی مترجم عالیجناب مولانا سید محمد مجتبیٰ صاحب لوگانوی مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی صفحہ نمبر ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷ سے نقل کر رہا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ابیؓ محب علیؑ تھے ___ اور ہم انہی لوگوں کو شیعہ کہتے ہیں بلکہ تمام لوگوں کا یہی فیصلہ ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی لفظ شیعہ کے معنی یہ ہیں کہ جو دوست داران علی کرم اللہ وجہہ ہو۔

جناب ابیؓ کی زندگی کے چند واقعات

جن سے حُبِّ علیؑ اور شیعیت ٹپکتی ہے

۱۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابیؓ کا نام سید المسلمین رکھا ہوا تھا اور کہا کرتے تھے کہ ابیؓ ہم سب سے اچھے قاری ہیں۔

۲۔ دمیری نے حیواۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جس نے زمانۂ رسولؐ میں قرآن کو حفظ کر کے جمع کیا وہ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ ابو یزید انصاری۔ ابو درداء۔ زید بن ثابت۔ عثمان بن عفان۔ تمیم داری۔ عبادہ بن صامت اور ابو ایوب انصاری ہیں۔

۳- علامہ سید علی خاں مدنی نے کتاب درجات رفیعہ فی طبقات الشیعہ میں ابی رضؓ سے روایت کی ہے کہ "میں روز سقیفہ کی شام کو حلقہ انصار کے پاس سے ہو کر گزرا انھوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ "میں نے جواب دیا کہ اہلبیت رسولؐ کے پاس سے"! انھوں نے کہا ان کو تم نے کس حال میں چھوڑا - ان کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا! ان حضرات کا کیا حال پوچھتے ہو جن کا گھر آج تک مقام جبرئیل اور منزل رسولؐ تھا اور آج سے نہ رہا - ان سے حکومت چھین لی گئی" یہ کہکر حضرت ابیؓ رونے لگے اور ان کی یہ بات سنکر انصار بھی رونے لگے

۴- تاریخ ابوالفداء مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶ میں بسلسلہ کیفیت بیعت حضرت ابوبکر ہے کہ سوائے بنی ہاشم کی ایک جماعت اور زبیرؓ عتبہؓ - خالدؓ - مقدادؓ - سلمانؓ - ابوذرؓ - عمارؓ - براءؓ اور ابی بن کعبؓ کے سب لوگ بیعت حضرت ابوبکرؓ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور یہ سب لوگ حضرت علی علیہ السلام کی طرف مائل تھے -

۵- سنن نسائی مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۳ میں قیس بن عبادہ سے منقول ہے کہ "ہم مسجد رسول کی پہلی صف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے پیچھے سے کھینچکر ہٹا دیا اور خود میری جگہ پر کھڑا ہو گیا اس وقت بخدا مجھے اپنی نماز کا بھی ہوش نہ رہا - جب میں نے مڑکر دیکھا تو وہ ابی بن کعبؓ تھے" کہنے لگے کہ اے جوان یہ بات تمھیں ناگوار نہ ہونی چاہیے کہ یہ رسولؐ نے ہی ہم سے فرمایا ہے کہ ہم (ایسے اہل علم و فضل صف اول میں) آپ کے قریب کھڑے ہوں - "

۲۔ حضرت مقدادؓ بن عمرو

اسلام کے تمام فرقوں میں یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا خداوند عالم نے مجھے میرے اصحاب میں سے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی ہے کہ وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے پوچھا گیا کون کون؟ فرمایا

علیؑ۔ مقدادؓ۔ سلمانؓ اور ابوذرؓ

تمام کتابوں میں موجود ہے کہ یہ حضرات سائے کی طرح ہر وقت رسولؐ خدا کے ساتھ رہتے تھے اور خدا کے رسولؐ کی ہر بات کو اور عمل کو دیکھتے رہتے تھے اور اس کو یاد کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا اپنی زندگی کا معمول بنا لیا تھا۔

حضرت مقدادؓ ابن عمرو کی زندگی کے چند اہم واقعات

۱۔ کتاب اعجاز قرآن مصنفہ علامہ شیخ مصطفےٰ صادق میں ہے کہ مسلمان شہروں میں متفرق ہو گئے اور ہر شہر والوں نے اس شخص سے قرآن سیکھنا شروع کر دیا جو قاریان قرآن میں سے باقی رہ گیا تھا پس اہل دمشق و حمص نے قرآن کی تعلیم حضرت مقدادؓ سے حاصل کی۔

۲۔ استیعاب میں ہے کہ جناب رسالتمآب نے سنا کہ ایک شخص بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص خلوص سے پڑھ رہا

ہے اور ایک دوسرے شخص کو بھی سنا کہ بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے فرمایا یہ ریاکار ہے۔

راوی کہتا ہے ہم نے دیکھا تو پہلے شخص مقدادؓ تھے۔

۳۔ ابو حاتم سجستانی نے بیان کیا ہے کہ پہلا نام جو اسلام میں بزمانۂ رسولؐ ظاہر ہوا وہ شیعہ ہے اور یہ زمانہ صفین تک چار آدمیوں کا لقب تھا۔ ابوذرؓ۔ سلمانؓ۔ مقدادؓ اور عمارؓ اس کے بعد یہ محبان علیؑ میں مشہور ہو گیا۔

۴۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی مدح کرنی شروع کی مقدادؓ بڑھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھے از بسکہ قوی ہیکل آدمی تھے اس کے منہ پر کنکریاں مارنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جب تم ہمیشہ در اور جھوٹی مدح کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ پر خاک ڈالو۔

۳۔ حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ

جناب محمد بن کعبؓ نے ان کو ان پانچ انصار میں شمار کیا ہے جنھوں نے قرآن مجید کو حفظ کر کے جمع کیا تھا۔ اسی بات کو دمیری نے حیٰوۃ الحیوان میں ابن حجر نے اصابہ میں اور بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

بخاری نے یہ اور لکھا ہے کہ یزید بن ابی سفیانؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اہل شام کو معلم قرآن و فقہ کی ضرورت ہے۔ انھوں نے معاذؓ

عبادہؓ اور ابو درداؓ کو بھیجدیا چنانچہ عبادہؓ نے فلسطین میں قیام کیا۔ ان کے یعنی عبادہؓ اور امیر معاویہ کے ساتھ بہت سے واقعات ہوئے۔ انھوں نے امیر معاویہ کی بہت سی چیزوں پر اعتراض کیا بعض میں امیر معاویہ نے ان سے خود کہا کہ یہاں (شام) سے چلے جاؤ۔ یہاں تم نہیں رہو بلکہ مدینہ چلے جاؤ اور بعض باتوں کی شکایت حضرت عثمانؓ سے کی۔

ان باتوں کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ آپ امر بالمعروف میں نہایت ثابت قدم تھے اور اصولوں میں بہت سخت تھے۔

۲۔ عقد فرید مصنفہ ابن عبدربہ میں ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے عمرو عاص کو مصر دے دیا اور وہ ان کے پاس آکر ان کے ساتھ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارے ملک میں ایک ایسا شریف اور نامور آدمی ہے کہ بخدا اگر وہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو جائے تو اس کی وجہ سے سب لوگوں کے دلوں کو تم اپنی طرف مائل کر لو گے اور وہ عبادہؓ ہیں۔

امیر معاویہؓ نے ان کو بلوایا جب آئے تو اپنے اور عمرو عاص کے درمیان وسیع جگہ بیٹھنے کے لئے دی وہ بیٹھے امیر معاویہؓ نے خدا کی حمد و ثنا کی عبادہؓ کے فضل و سبقت اسلامی کا بیان حضرت عثمانؓ کے قتل اور مظلومیت کا ذکر کیا اور عبادہؓ کو اپنی معیت پر آمادہ کیا انھوں نے کہا جو تم نے کہا میں نے سن لیا کیا تم دونوں جانتے ہو کہ میں تمہارے درمیان کیوں بیٹھا ہوں۔ دونوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ تم اپنے فضل، سبقت اسلامی اور شرف کی وجہ سے بیٹھے ہو۔ کہا

واللہ میں اس لئے نہیں بیٹھا اور نہ میں تمہارے درمیان تمہاری جگہ پر بیٹھنا چاہتا تھا لیکن وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ رسول خدا کے ساتھ جا رہے تھے کہ آنحضرتؐ نے تم دونوں کو دیکھا جبکہ تم باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان دونوں کو مجتمع دیکھو تو جدا جدا کر دینا۔

۴۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ

آپ رازدار رسولؐ خدا کی حیثیت سے بہت مشہور تھے اسلئے کہ یہ آپؓ اللہ کے رسولؐ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کو آپ نے منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔

اتقان مصنفہ سیوطی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۰۱ پر ہے کہ عبید نے کتاب القرائۃ میں ان کو حفاظ قرآن میں سے شمار کیا ہے۔

استیعاب میں ان سے رسولؐ کی یہ حدیث منقول ہے کہ اگر لوگ علیؑ کو خلیفہ بنائیں گے تو علیؑ کو ہدایت کرنے والا پائیں گے۔ کیونکہ یہ جناب رسول سے ہدایت یافتہ ہیں۔

۵۔ حضرت محمد بن ابی حذیفہ رضؓ

آپ اپنے وقت کے مانے ہوئے قاری تھے اور آپ کو قرآن حفظ تھا۔ ابن حجر نے اصابہ ج ۳ صفحہ ۳۷۲ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی حذیفہ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا

اور قرآن کی ایک سورۃ بھی اور یہ قاری قرآن تھے۔
عقبہ نے کہا رسول اللہ نے سچ فرمایا تھا کہ کچھ ایسے لوگ بھی قرآن پڑھیں گے جن کی گردنوں سے وہ آگے نہ بڑھے گا۔
ابن ابی حذیفہ نے بھی یہ سن لیا فوراً جواب میں کہا کہ اگر تو سچا ہے تو تو بھی ایسے لوگوں میں سے ہے۔
تاریخ خلیفہ بن خیاط کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی خلافت کے زمانہ میں ان کو حضرت علی علیہ السلام نے مصر کی حکومت پر برقرار رکھا تھا۔

۶۔ حضرت علقمہ بن قیسؓ

انقان سیوطی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۴ میں ذہبی کی کتاب طبقات قراء سے منقول ہے کہ جناب ابیؓ کے سامنے بہت سے صحابہ نے قرآن پڑھا اور پھر ان سے تابعین نے سیکھا۔ انہی لوگوں میں سے کوفہ میں علقمہ بن قیس بھی تھے۔
۲۔ رجال کشی میں منصور سے منقول ہے کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا آیا علقمہ صفین میں تھے؟ "ہاں تھے"! اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ملکر خوارج کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔
پھر ارشاد فرمایا کہ وہ فقیہ مذہب قاری قرآن عالم فرائض مجاہدین صفین تھے۔ جنگ کے دوران جب آپ کی ٹانگ میں چوٹ آئی تو بہت خوش ہوئے۔
۳۔ علامہ حلیؒ نے بھی آپ کی موجودگی جنگ صفین میں حضرت

علی علیہ السلام کے ساتھ بتائی ہے۔

۷۔ جناب ابوایوب انصاری رض

دمیری نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جناب ابوایوب انصاری ان لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے جنہوں نے زمانہ رسول اکرم ص میں قرآن یہ حفظ کیا تھا۔ اس بات کو کتاب اسدالغابہ ج ۳ صفحہ ۱۰۶ پر بھی لکھا ہے۔

۲۔ استیعاب میں ہے کہ انھوں نے لوگوں کو آواز دی کہ اے بندگان خدا اہلبیت رسول ص کے متعلق خدا سے ڈرو اور انکا وہ حق جو خدا نے ان ہی کے لئے مقرر کیا ہے انھیں واپس دے دو۔ اس لئے کہ ہمارے دوسرے بھائیوں کی طرح تم نے بھی اکثر مقامات اور بیشتر اجتماع میں رسول اکرم ص کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میرے اہلبیت میرے بعد تمہارے امام ہیں۔

۳۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ فرما کر کہتے تھے کہ یہ امیرالمومنین اور قاتل کفار ہیں جو آپ کو چھوڑ دے گا جو انکی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا۔ اپنے ظلم سے توبہ کرو کہ خدا توبہ قبول کرنے والا ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے انحراف و روگردانی نہ کرو۔

۴۔ استیعاب میں ہے کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے خصوصاً جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان وغیرہ

۸۔ جناب میثم تمار رضی اللہ تعالیٰ

بنا بر روایت رجال کشی حمزہ بن میثم بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد بزرگوار جناب میثم تمار رض نے عمرہ کے لئے جاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت اُم سلمہ اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت سے سرفراز فرمایا اور میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالکر دریافت کیا کہ کیا تم ہی میثم ہو اس پر میں نے جواب دیا! جی ہاں اُم المومنین رض اس پر آنجناب نے کہا کہ حسین ع بن علی ع تم کو بہت یاد کرتے ہیں۔"

میں نے کہا آنحضرت کہاں ہیں؟ جناب نے فرمایا "وہ بکریاں دیکھنے چلے گئے ہیں۔"

میں نے کہا "واللہ میں بھی حضرت کو بہت یاد کرتا ہوں۔ آپ میرا ان کو سلام کہئے گا۔" اس لئے کہ مجھے جانے کی جلدی ہے۔ آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ میری داڑھی پر روغن اور خوشبو وغیرہ مل دے اس نے تعمیل کی۔!

میثم کہتے ہیں کہ میں نے قسم خدا کی کھا کر کہا کہ آپ نے میری داڑھی پر روغن اور خوشبو ملی ہے تو یہ آپ ہی کی حمایت میں خون سے خضاب دار ہوگی۔"

غرض ہم وہاں سے باہر آئے تو دیکھا کہ جناب ابن عباس رض تشریف رکھتے ہیں میں نے کہا اے ابن عباس رض مجھ سے تفسیر قرآن کے متعلق جو چاہو پوچھ لو! اس لئے کہ میں نے علم تنزیل قرآن حضرت علی علیہ السلام

سے حاصل کیا ہے اور آپ نے مجھے تاویل قرآن بتائی ہے

۲۔ آپ کا قاتل عبیداللہ بن زیاد تھا اصابہ ج ۳ صفحہ ۵۰۵ میں ہے کہ قتل میثم امام حسینؑ کے وارد عراق ہونے سے دس روز قبل ہوا۔

۳۔ حافظ ابن مندہ نے محمد بن حمیر ازدی سے نقل کیا ہے کہ جب ابن زیاد نے میثمؓ کو بلوایا تو میں نے دیکھا کہ اس ملعون نے آپ کے دونوں ہاتھ کٹوائے پھر ٹانگ۔ میثمؓ نے ابن زیاد کو مخاطب کر کے کہا جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ میں تم کو جواب دوں گا۔ اس لئے کہ میرے خلیل (مولا علیؑ) نے مجھے اپنی زندگی میں ہی خبر دی ہے کہ میری زبان مدح علیؑ کی وجہ سے کاٹ ڈالی جائے گی۔"

اس کے بعد آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی مدح سرائی کی جس کی تاب ابن زیاد نہ لا سکا اور اپنے سپاہی کو حکم دے کہ زبان کٹوا دی۔

۹۔ جناب بریر ہمدانیؓ

آپ انصار حضرت امام عالی مقامؑ میں سے تھے اور آپ کی شہادت دسویں محرم الحرام کے دن ہمراہ امام حسین علیہ السلام ہوئی۔

ابصار العین فی انصار الحسین مطبوعہ نجف صفحہ ۷ مصنفہ علامہ زمان شیخ محمد سماوی میں ہے کہ بریر شیخ تابعی عابد زاہد۔ قاری قرآن منجملہ شیوخ قراء و اصحاب امیرالمومنین ہمدانیوں میں سے ہیں۔ آپ اشراف میں سے تھے۔ اور جناب ابواسحٰق ہمدانی سبیعی کے ماموں تھے۔

۲۔ رجال کشی میں ہے کہ ان کو سید القراء کہا جاتا تھا۔

۳۔ محمد بن جریر طبری نے بسلسلۂ واقعہ کربلا لکھا ہے کہ یزید بن معقل حلیف بنی سلمہ نے نکل کر بریرؓ سے کہا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا اس پر جناب بریر نے جواب دیا کہ میرے ساتھ تو بہت اچھا کیا اور تیرے ساتھ بہت برا کیا۔

اس ملعون نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہ ہو۔ فرمایا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں اور ہم خدا سے دعا کریں کہ وہ جھوٹے باطل پرست پر لعنت کرے۔ یہ ملعون میدان میں نکل کر آیا ادھر جناب بریرؓ بھی میدان میں نکل آئے۔ دونوں نے خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ جھوٹے پر لعنت کرے اور حق پرست باطل پرست کو قتل کر دے۔ پھر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ ایک ایک ضرب لگائی یزید بن معقل نے وار کیا تو ہلکی سی ضرب جناب بریرؓ پڑی اور کوئی نقصان نہ ہوا۔ اس وار کے بعد جناب بریر نے بھرپور وار کیا تو تلوار مغز کو کاٹ کر دماغ پر پہونچی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور واصل جہنم ہوا۔

۱۰۔ جناب حنظلہ ابن اسعد شامی

ابصار العین فی انصار الحسین مطبوعہ نجف مصنفہ علامہ زماں شیخ محمد سماوی میں ہے کہ یہ اشراف شیعہ میں سے تھے اور صاحب لسان و فصاحت شجاع۔ قاری قرآن۔ انھوں نے لشکر عمر سعد کو آواز دی کہ اے قوم میں تمہارے متعلق ایسے عذاب سے ڈرتا ہوں جیسا کہ پہلی امتوں مثلاً قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی

قوموں پر نازل ہوا۔ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ میں تمہارے متعلق روزِ قیامت سے ڈرتا ہوں جس دن تم الٹے پاؤں لوٹا دیئے جاؤ گے۔ اور عذاب خدا سے تمہیں کوئی بچانے والا نہ ہوگا جس سے خدا توفیقِ ہدایت سلب کرلے اسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔ اے قوم تم حسینؑ کو قتل نہ کرو کہ اس سے خداوند کریم اپنا عذاب نازل کرکے تمہارے بیخ و بن اکھاڑ دے گا۔

یہ حافظ قرآن کربلا میں جناب امام عالی مقامؑ کے ساتھ موجود تھے اور ان ہی کے قدموں میں اپنی جان نثار کی۔

۱۱۔ جناب عبدالرحمن بن عبدرب انصاریؓ

۱۔ ابصار العین میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان کو تعلیم قرآن دی اور ان کی پرورش کی تھی۔

۲۔ طبری نے انکا شمار انصار حسینؑ میں کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپکی شہادت کربلا میں نصرت امام حسین علیہ السلام میں ہوئی۔

۳۔ آپ کے متعلق اسد الغابہ ج ۳ صفحہ ۳۰۸ میں ہے کہ آپ نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے۔ اور اس حدیث رسول کی سند میں آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

۱۲۔ جناب کنانہ بن عتیق ثعلبیؓ

ابصار العین میں ہے کہ یہ کوفے کے بہادروں میں سے ایک بہادر اور وہاں کے عابدوں اور قاریان قرآن میں سے تھے۔ آپ نے کربلا

میں روزِ عاشورہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دین اسلام کو بچانے اور شریعت محمدیؐ کی حفاظت کے لئے جان قربان کی۔

۱۳۔ جناب نافع بن ھلال جملیؓ

ابصار العین میں ہے کہ یہ سردار شریف۔ سخی۔ شجاع۔ قاریٔ قرآن۔ کاتب اور منجملہ اصحاب امیر المومنین حاملین حدیث میں سے تھے اور آپ کے ساتھ عراق کی تینوں جنگوں میں شریک رہے اصحاب امیر المومنین میں سے تھے آپ انصار حسینؑ میں بھی شامل تھے کربلا میں شہید ہوئے اور اپنے رجز میں کہتے تھے کہ میں جملی ہوں اور میں دین علیؑ پر ہوں۔

۱۴ جناب واضح ترکیؓ

ابصار العین صفحہ ۸۵ پر جناب واضح ترکی کے حالات کے سلسلے میں لکھا ہے کہ آپ بہت بڑے شجاع اور قاریٔ قرآن تھے آپ کا شمار انصار حسین علیہ السلام میں ہوتا ہے علامہ مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا ایک ترکی غلام میدان میں آیا جو قاری قرآن تھا اور اس نے لڑنا اور اس طرح رجز پڑھنا شروع کیا۔

"دریا میری نیزہ بازی و شمشیر زنی سے گرم ہو جاتا ہے اور فضا میری تیر زنی و بیکاں اندازی کی ساتھی ہے جب میری تلوار میرے ہاتھ میں عریاں ہوتی ہے تو حاسد

کا دل شق ہو جاتا ہے"۔

ذاضح نے ایک جماعت کو قتل کیا اور جب لڑتے ہوئے زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرے تو سید الشہداء تشریف لائے۔ گریہ فرمایا اور اپنا رخسار ذاضح کے رخسار پر رکھا۔ انھوں نے آنکھیں کھولیں اور مسکراتے ہوئے واصل رحمت خدا ہوئے۔

۱۵۔ ام المومنین اُمّ سلمہؓ

اتقان سیوطی میں ہے کہ عبید نے کتاب القرائۃ میں جناب اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ کو حافظ قرآن میں شمار کیا گیا ہے۔ آپ کو پورا قرآن حفظ تھا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ اگر عورتوں کے لئے جہاد ناجائز نہ ہوتا اور تم میرے جہاد کو قبیح نہ سمجھتے تو میں تمہارے ساتھ جنگ جمل میں چلتی۔ البتہ یہ میرا فرزند عمرو جو مجھے جان سے زیادہ پیارا ہے تمہارے ساتھ رہے گا۔ آپ نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ کو حضرت علی علیہ السلام سے لڑنے کے لئے روکا تھا۔

۲۔ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ابو حاتم نے اپنی صحیح میں احمد نے عبد بن حمید نے ملا علی متقی نے ترمذی نے اور زیادۃ المسند میں ابن احمد نے اس روایت کو کئی طرح سے تفصیلات کے ساتھ نقل کیا کہ رسول اللہ کے پاس فرشتہ ایک مٹی لایا اور خبر دی کہ یہ مٹی مقتل حسینؑ کی خاک ہے۔ جب یہ خون تازہ ہو جائے تو سمجھ

لیجئے گا کہ آپ کا فرزند حسین شہید ہو گیا۔ آپ نے وہ خاک حضرت ام سلمہؓ کو دی انھوں نے اس کو شیشے میں رکھا۔ روز عاشورہ وہ خون تازہ کی طرح سرخ ہوئی اور ام سلمہؓ نے جناب رسالتمآبؐ کو گریہ کناں خاک آلود خواب میں دیکھا۔

۱۶۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ ترجمان القرآن

ذہبی نے طبقات قراء میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ابیؓ کے سامنے قرآن پڑھا ان میں سے ابن عباسؓ بھی ہیں۔

علامہ سید حسن الصدر نے کتاب تاسیس الشیعہ الکرام لفنون الاسلام میں لکھا ہے کہ وہ ان شیوخ قراء میں سے تھے جو قراءت قرآن میں مرجع تھے انھوں نے حضرت علی علیہ السلام اور ابی بن کعبؓ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی۔

۲۔ استیعاب میں ہے کہ آپ جنگ جمل وصفین ونہروان میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے اور آپ کی طرف سے جنگ کی۔

۳۔ سید مرتضےٰ زبیری نے کتاب احیاء العلوم میں ابو صالح سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کی مجلس علم قرآن کی ایسی دیکھی کہ اگر تمام قریش فخر کریں تو بجا ہے آپ کے گھر پر قرآن کی تفسیر اور علم حاصل کرنے والوں کا مجمع رہتا ہے۔ ہر وقت ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت حاضر خدمت رہتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے تمام رات جناب ابن عباس کو "بسم" کی تفسیر بتائی تھی جو سحر ہو جانے کے بعد بھی پوری نہ ہو سکی تھی

۱۷۔ حضرت ابوالاسود دئلی رح

سید محمد علی بلادی نقیب سادات مصر کتاب التعریف بالنبی والقرآن الشریف میں لکھتے ہیں کہ ابوالاسود دئلی کبار تابعین اور بہترین قاریان قرآن میں سے تھے آپ ہی نے قرآن کے کلمات کے آخر میں اعراب لگائے اس طرح کہ فتح کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ زیر کے لئے نیچے ایک نقطہ پیش کے لئے بمانیہ میں ایک نقطہ اور تنوین کے لئے دو نقطے۔

۲۔ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضؓ جب حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ جنگ صفین میں گئے تو اپنی جگہ ابوالاسود دئلی کو بصرہ پر حاکم مقرر کر گئے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی ان کو برقرار رکھا۔

۳۔ ابوالعباس مبرد کہتے ہیں جس نے سب سے پہلے قواعد عربی کو مرتب کیا اور قرآن پر نقطے لگائے وہ ابوالاسود تھے۔

میں نے جناب ابوالاسود سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کس نے بتایا تو جناب ابوالاسود نے جواب دیا کہ یہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سیکھا۔

۴۔ بغیۃ الوعاۃ سیوطی میں ہے کہ یہ سادات تابعین میں سے تھے۔ انکی رائے بہت کامل اور عقل بہت صائب تھی۔ یہ شیعان علیؑ۔ شاعر حاضر الجواب ثقۃ الحدیث مصاحب حضرت علی علیہ السلام اور جنگ صفین میں آپ کے ساتھ تھے۔

۵۔ عسقلانی اصابہ میں لکھا ہے کہ ابو الاسود خلافت حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہجرت کر کے بصرہ چلے گئے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے ابن عباس کی جگہ پر ان کو والی بصرہ مقرر کیا تھا۔ اور یہ علوی المذہب تھے

۱۸۔ حضرت ابو عبد الرحمن سلمی

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۷۲ مصنفہ ابن حجر میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قرآن کو جمع کیا اور رسولؐ کے سامنے پیش کیا اور آپ کے سامنے ابو الاسود دئلی۔ ابو عبد الرحمن سلمی اور عبد الرحمن بن ابی لیلی نے پیش کیا۔

۲۔ علامہ سید حسن الصدر نے کتاب تاسیس الشیعہ میں لکھا ہے کہ ابو عبد الرحمن نے حضرت علی علیہ السلام کو قرآن پڑھ کر سنایا جیسا کہ مجمع البیان اور طبقات قراء میں ہے

۳۔ رجال برقی میں ہے کہ قبیلہ بنی مضر میں جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ خصوصیت رکھتے تھے۔ ابو عبد الرحمن بھی تھے۔

۱۹۔ حضرت ابو زید ثابت بن زید انصاریؓ

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حمزہ حبیوں کا قول ہے کہ ہم میں سے چار آدمیوں نے رسولؐ کو قرآن پڑھ کر سنایا ان کے علاوہ کسی نے نہیں سنایا۔ اور وہ ان میں سے چوتھا ابو زید کو شمار کرتے ہیں۔

۲۔ علامہ حلی نے خلاصۃ الرجال میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ ان چھ لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسولؐ کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا اور انکو

قسم اوّل یعنی ممدوحین میں شمار کیا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ یہ شیعہ تھے۔

۲۰۔ حضرت عبدالرحمن بن ابزی خزاعیؓ

ابن حجر عسقلانی نے متعدد ثقات اور ائمہ اہلسنت سے نقل کیا ہے کہ آپ صحابی رسولؐ تھے اور آپ نے کہا کہ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں ہم آٹھ سو آدمی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی
پس ہم میں سے تین سو ساٹھ آدمی قتل ہو گئے۔

۲۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب ایک وقتی کام سے نافع خزاعی کو مدینہ جانے کا حکم دیا تو یہ بھی فرمائش کی کہ وہ عبدالرحمن خزاعی کو خلیفہ بنائیں اس لئے کہ وہ قاری قرآن اور عالم احکام ہیں۔

۳۔ ابو یعلی کا قول ہے کہ میں نے عبدالرحمن کو بہترین قاری قرآن اور دین خدا میں بڑا فقیہہ پایا۔

۲۱۔ حضرت عبید بن نضلہ خزاعیؓ

۱۔ حضرت عبید بن نضلہ خزاعیؓ ہمیشہ روایت نقل کرتے تھے۔ شیخ طوسی نے کتاب الرجال میں لکھا ہے کہ آپ حافظ قرآن تھے۔

۲۔ ذہبی نے طبقات القراء میں بیان کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے

ہیں جنہوں نے ابی بن کعبؓ کو قرآن سُنایا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے قرآن سیکھا۔ ایسی ہی روایت الاتقان مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۲ میں بھی ہے۔

۲۲۔ حضرت زاذان ابو عمرو الفارسی الکندی

جناب ابن حجر نے تقریب التہذیب میں حضرات زاذان کے متعلق تحریر کیا ہے کہ یہ بہت ہی صادق القول اور حدیث رسول مقبول نقل کیا کرتے تھے ان کا تعلق مذہب شیعہ سے تھا علامہ حلی ؒ نے خلاصہ میں آپ کو خواص حضرت علی علیہ السلام میں سے شمار کیا ہے شیخ ابو علی نے منتہی المقال میں بحوالہ کتاب الخرائج سے نقل کر کے لکھا ہے کہ سعد کہتے ہیں میں نے زاذان سے کہا آپ کو قرآن بہت خوب پڑھتے ہیں آپ نے اس کو کس سے سیکھا ہے یہ سنکر زاذان ہنسے اور کہا کہ میں ایک شعر پڑھ رہا تھا کہ اس اثناء میں حضرت علی علیہ السلام کا ادہر سے گزر ہوا چونکہ میری آواز بڑی اچھی ہے۔ آپ کو پسند آئی فرمایا اے زاذان تم قرآن کیوں نہیں پڑھتے میں نے عرض کیا یا علیؑ مجھکو قرآن صرف اتنا یاد ہے جتنا نماز میں پڑھا جاتا ہے اس پر حضرت علی علیہ السلام نے کہا میرے قریب آؤ میں قریب گیا آپ نے میرے کان میں کچھ کہا جسے میں کچھ نہ سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پھر فرمایا کہ منہ کھولو (میں نے منہ کھولا) آپ نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا پس قسم خدا کی میں ابھی وہاں سے ہٹا بھی نہیں تھا کہ قرآن مع تمام اعراب وغیرہ کے مجھے حفظ (یاد) ہو گیا اور اس کے بعد سے آج تک کسی سے پوچھنے

کی ضرورت نہیں ہوئی سعد کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اذان کا بیان کیا۔

آپ نے فرمایا کہ زر اذان یوں ہی کہتے تھے امیرالمومنین نے ان کے کان میں اسم اعظم کے ساتھ دعا کی تھی جو کبھی رد نہیں ہوتی۔

۲۳- جناب زر بن جیش الاسدیؓ

آپ علوی تھے ان کی کنیت ابو مریم یا ابو مطرف ہے استیعاب مصنفہ ابن عبد البر برحاشیہ اصابہ مطبوعہ مصر ج ا صفحہ ۵۸۸ میں ہے کہ زر عالم و قاری قرآن اور فاضل تھے۔ ذہبی نے ان کو طبقات کے اندر تابعین میں شمار کیا ہے لکھا ہے کہ انھوں نے صحابہ کرام کو قرآن سنایا تھا۔ یہ بات اتقان سیوطی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۴ میں بھی لکھا ہوا ہے۔

۲۴ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؓ

جناب ابن حجر مکی نے آپ کو محبان علیؑ میں شمار کیا ہے۔

جناب علامہ حلی نے خلاصۃ الرجال میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ اصحاب امیرالمومنینؑ میں سے تھے غزوات میں آپ کے ساتھ شریک رہے ہیں آپ حافظ قرآن تھے حجاج نے آپ سے کہا کہ امیرالمومنین کو برا کہو لیکن آپ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اس پر حجاج نے آپ کو اتنا مارا کہ دونوں شانے بالکل سیاہ ہو گئے تھے۔
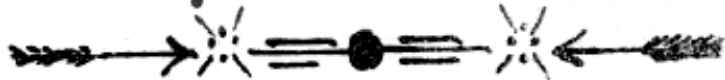
۲۵۔ حضرت سعید بن مسیب قرشیؓ

آپ ۲۰ھ میں بزمانہ خلافت حضرت عمرؓ پیدا ہوئے بقول ابن شہر آشوب ان کو حضرت علی علیہ السلام نے پرورش کیا اور تمام علوم کی تعلیم دی۔ علامہ سید حسن الصدر لکھتے ہیں کہ یہ برابر حضرت کی صحبت میں رہے جلا ہمیں ہوئے اور آپ کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک رہے بحالہ الانوار ج ۱۱ صفحہ ۲۴ یہ ہے کہ یہ آخر عمر میں منجملہ خواص علی بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہو گئے۔ آپ حافظ قرآن تھے۔

۲۶۔ حضرت سعید بن جبیر اسدی کوفی اعلم التابعین

کتاب التعریف بالنبی والقرآن الشریف مطبوعہ مصر صفحہ ۶۶ میں ہے کہ یہ قرآن کو دو طرح سے پڑھ سکتے تھے۔

اتقان سیوطی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۴ میں بحوالہ طبقات ذہبی لکھا ہے کہ انھوں نے ابی بن کعبؓ کو قرآن سنایا تھا۔

علامہ سید محسن عربی نے کتاب الرجال میں لکھا ہے کہ انھوں نے خانۂ کعبہ میں ایک رکعت کے اندر قرآن پڑھا یہ خواص امام زین العابدینؑ میں سے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حجاج نے ان کو اسی سبب سے قتل کیا کہ امام زین العابدینؑ کے خواص میں تھے اور یہ مستقیم العقیدہ تھے۔

مقام عبرت

دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں عمر بن عبدالعزیز کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے حجاج کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں بدبودار مردار کی طرح دیکھا پوچھا خدا نے تیرا یہ حال کر دیا۔ کہا کہ خدا نے مجھکو ہر اس شخص کے عوض جس کو میں نے قتل کیا تھا ایک مرتبہ قتل کیا سوائے سعید بن جبیر کے کہ انکی عوض میں ستر مرتبہ قتل کیا۔ دمیری کہتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ خداوند عالم نے سوائے سعید کے ہر مقتول کے بدلے میں ایک مرتبہ قتل کیا حالانکہ حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو بھی قتل کیا تھا جو صحابی رسولؐ تھے اور سعید تابعی اور صحابی تابعی سے افضل ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حجاج نے جب عبداللہ بن زبیر کو قتل کیا تھا تو عبداللہ ایسے بہت سے اہل علم تھے مثلاً ابن عمرؓ اور انسؓ وغیرہ مگر جب سعید کو قتل کیا تو ان کی مثل علم میں اس وقت کوئی نہ تھا اور ایک سے زیادہ اہل انصاف نے بیان کیا ہے کہ حسن بصریؒ کو جب سعید کے قتل کی خبر ہوئی تو آپ نے کہا کہ سعید انتقال کر گئے اور اہل ارض مشرق سے مغرب تک ان کے علم کے محتاج ہو گئے۔ حجاج کو جو عذاب ملا ہے وہ ان کو قتل کرنے کی وجہ سے!

عطیہ۔ طاؤس۔ اور اعمش۔

جناب فرزوق شاعر اہلبیتؒ

عطاء دمشقی نے منتخب میں لکھا ہے کہ یہ زمانۂ خلافت دوم میں پیدا ہوئے ان کے باپ غالب بعد واقعہ جمل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس ان کو نبیرہ لائے اور عرض کیا کہ میرا یہ بیٹا شعرائے مضر میں سے ہے اس سے آپ شعر سنئے؟ آپ نے فرمایا اس کو قرآن پڑھاؤ۔ یہ بات فرزوق کے دل میں بیٹھ گئی اسی وقت اپنے پیروں میں بیڑی ڈال لی اور قسم کھائی کہ اسے بغیر قرآن حفظ کئے نہ کھولوں گا۔ چنانچہ قرآن یاد کر لیا۔ سید مرتضےؒ نے کتاب الدرر والغرا میں لکھا ہے کہ یہ شیعہ اور بنی ہاشم کے گرویدہ تھے۔

آلِ اعین بن سنسن

آلِ اعین بن سنسن میں سے جناب زرارہ۔ جناب حمران اور ابو غالب زراری مشہور حافظ قرآن تھے سید مہدی طباطبائی بحر العلوم نے فوائد رجالیہ میں فرمایا ہے کہ اعین کا خاندان کوفہ میں منجملہ شیعہ بہت بڑا عظیم الشان کثیر التعداد بہت سے نامور اور جلیل القدر افراد پر مشتمل طویل عرصہ سے تھا۔

ان کے خاندان والوں نے امام زین العابدینؑ۔ امام محمد باقرؑ

اور امام جعفر صادقؑ کا زمانہ دیکھا اور باقی لوگ امام عصرؑ کی غیبت کبرا تک رہے۔ ان میں علماء فقہاء قاریان قرآن۔ ادیان حدیث ہو گئے۔

۲۔ علامہ حلی نے خلاصہ میں بسلسلۂ حالات زرارہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ ہمارے علماء میں سے اپنے زمانہ کے استاد اور اُن سب سے بڑھکر تھے آپ قاری قرآن۔ فقیہہ اور صادق الحدیث تھے۔

۳۔ اسی طرح حمران کے حال میں لکھا ہے کہ یہ شیعوں کے بڑے بڑے اساتذہ اور صاحبان فضل میں سے تھے۔ جن کے مرتبہ میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ عالمین قرآن اور ان لوگوں میں سے تھے جن کے مرتبہ اور نام کو کتب قرارت میں شمار اور ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے امام محمد باقرؑ کو قرآن سُنایا۔

جناب محمد بن عبداللہ الطیارؒ

کتاب منتہی المقال میں حمزہ بن محمد بن عبداللہ الطیار سے یہ بھی روایت منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمارے والد محمد بن عبداللہ طیار کے متعلق کہا ہے کہ یہ حافظ قرآن تھے۔ اور عمل قرأت قرآن سے واقفیت رکھتے تھے۔

جناب یحییٰ ابن وہابؒ

انقان سیوطی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۵ میں تحریر ہے کہ کچھ لوگ

ضبط و حفظ قرآن میں منہمک ہو گئے تھے ان میں جناب یحییٰ ابن وہاب بھی شامل تھے۔ آپ مذہب مستقیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی سے باتیں کر رہے ہیں۔

یہی علامہ حلی نے خلاصہ میں لکھا ہے۔

علامہ سیوطی نے یحییٰ بن وہاب کو کوفہ کے قاریان تابعین میں سے شمار کیا ہے اور طوسی نے اپنی کتاب رجال میں لکھا ہے کہ اعمش سے پوچھا تم نے قرآن کس کو سنایا کہا یحییٰ کو اور یحییٰ نے عبید بن نضلہ کو اس طرح کہ ہر روز ایک آیت پڑھتے تھے اور سینتالیس برس میں فارغ ہوئے۔

جناب زید بن علی بن الحسین

عمدۃ الطالب مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۱۲ مصنفہ ابن عنبہ میں بسلسلہ حالات محمد بن یحییٰ بن زید لکھا ہے کہ یہ بھی اور ان کے باپ دادا بھی امیر المومنین تک تمام حافظ قرآن تھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں لکھا ہے کہ عمر بن موسیٰ وحیدی کی قراءت زید کے متعلق ایک کتاب ہے جس میں وہ قواعد و مسائل قراءت ہیں جو زید نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کئے ہیں شیخ طوسی نے حالات عمر بن موسیٰ وجیہی میں لکھا ہے کہ قراءت زید کے متعلق ان کی ایک کتاب ہے اور ثقات و معتبرین سے نقل کیا ہے کہ ایک موقع پر عمر بن موسیٰ نے کہا کہ اس قراءت کو میں نے زید

بن علی بن الحسین سے سُنا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے کتاب خدا اور اس کے ناسخ و منسوخ و مشکلات و اعراب کا جاننے والا زید سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

جناب کمیت بن زید اسدی شاعرؒ

مصر کے مشہور عالم استاد محمد کہتے ہیں کہ کمیت میں دس خصلتیں ایسی تھیں جو کسی شاعر میں نہ تھیں وہ بنی اسد کے خطیب شیعوں کے فقیہہ۔ حافظ قرآن۔ کاتب خوشخط علامہ نسب دین میں بہت مناظرہ مباحثہ کرنے والے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہل تشیع کے سلسلہ میں کھلم کھلا مناظرہ کیا ایسے تیر انداز کہ بنی اسد میں ان سے بڑھکر کوئی تیر انداز نہ تھا۔ شہسوار۔ بہادر۔ اور سخی دیندار تھے اور یہی کتاب تتمۃ السحر میں ہے۔

جناب عاصم بن ابی النجود بہدلۃ الکوفی

شیخ عبدالجلیل رازی نے کتاب نقض الفضائح میں اور علامہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ یہ شیعہ تھے علامہ سید حسن صدر نے تاسیس الشیعہ میں فرمایا ہے کہ یہ پیشوائے شیعیان میں سے تھے انھوں نے ابی عبدالرحمٰن سلمی کو قرآن سُنایا اور ابی عبدالرحمٰن نے حضرت علی علیہ السلام کو قرآن سُنایا تھا۔ اسی لئے عاصم کی قرأت ہمارے

علماء کو تمام قرائتوں سے زیادہ محبوب تھی۔

ابو اسحٰق عمرو بن عبداللہ سبیعی ہمدانی

بحارالانوار ج ۱۱ صفحہ ۳۳ بحنتہ المقال صفحہ ۵، اور منتہی المقال صفحہ ۲۲۷ میں محمد بن جعفر مودب سے مروی ہے کہ ابو اسحٰق نے چالیس سال تک نماز صبح نماز عشاء کے وضو سے پڑھی اور ہر رات میں قرآن ختم کرتے تھے ان کے زمانے میں ان سے زیادہ کوئی عابد اور خاص و عام کے نزدیک حدیث میں ثقہ نہ تھا۔ یہ امام رابع کے معتمدین میں سے تھے شب وفات علی بن ابی طالب میں پیدا ہوئے اور نوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

یحیٰی بن یعمر تابعی

۱۔ "تاسیس الشیعہ" میں ہے کہ یہ شیعوں کے علماء قرآن میں سے ایک بزرگ تھے۔

۲۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ یہ قراء بصرہ میں سے تھے ان سے عبداللہ بن اسحاق نے علم قرآن حاصل کیا تھا۔ یہ عالم قرآن و نحو و لغت عرب تھے۔ علم نحو ابوالاسود دئلی سے حاصل کیا تھا۔ ذہبی نے طبقات القراء میں ان کو تابعین میں سے شمار کیا ہے۔

حسین ذوالدمعہ ابن زید شہید

۱۔ عمدۃ الطالب میں ہے کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ان کے باپ ان کی کمسنی کے زمانہ میں قتل کر دیئے گئے تھے اور ان کو آپ ہی نے پالا تھا۔ آپ نے قرآن کی تعلیم امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاصل کی تھی۔ قاری بھی تھے اور تفسیر قرآن بھی جانتے تھے۔

۲۔ ابان بن تغلب سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں یاقوت سے نقل کیا ہے کہ یہ قاری قرآن فقیہہ۔ عالم۔ لغت۔ امامی۔ ثقہ۔ عظیم المرتبت اور جلیل القدر تھے۔ انھوں نے امام زین العابدین علیہ السلام امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث نقل کی تھیں علماء عرب سے لغات سنی تھیں کتاب غریب القرآن وغیرہ تصنیف کی۔ دانی کہتے ہیں کہ یہ ربعی کوفی نحوی تھے۔ عاصم۔ طلحہ بن مطرف اور سلیمان اعمش سے علم قراءت حاصل کیا تھا اور ان تین لوگوں میں سے تھے جنھوں نے عاصم کے سامنے قرآن ختم کیا تھا شیخ طوسی نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ قاری فقیہ لغوی تھے اور انکی منقول قراءت تھی جن کے متعلق علمائے ثقات و معتبرین کے سلسلہ سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ان سے بہتر کوئی شخص قرآن کو از اول تا آخر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد شیخ نے ان کی قراءت کا مفصل بیان لکھا ہے۔ ابن ندیم اپنی

فہرست میں کہتے ہیں کہ کتاب معانی القرآن - کتاب القرائت - کتاب اصول - روایت بنابر مذہب شیعہ انکی تصانیف میں سے ہیں -

ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں لکھا ہے کہ انھوں نے امام حضرت زین العابدینؑ - امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہم السلام سے ملاقات کی اور کتاب الغریب فی القرآن انھی کی جسکو عبدالرحمن بن ازدی کوفی نے ان کے بعد مرتب کیا اور اس سے نیز کتاب کلینی و کتاب ابی روق بن عطیہ سے مضامین جمع کر کے ان کے اقوال کی ایک کتاب بنالی ان کی قرات مستقل تھی اور روایت میں بھی ان کی ایک کتاب ہے -

محمد بن علی اردبیلی نے جامع الرواۃ میں لکھا ہے کہ یہ بڑے قاریوں میں سے تھے عالم لغت تھے - انھوں نے عرب سے لغات حسین اور نقل کیں - یہ علم کے ہر فن قرآن - فقہ - حدیث - ادب - لغت اور نحو میں پیش رو تھے ان کی قرات مستقل اور قاریوں میں مشہور تھی -

اعمش کوفی

پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ ابن قتیبہ نے ان کو شیعوں میں شمار کیا ہے - ذہبی نے بسلسلۂ حالات عبدالرحمن بن ابی حاتم کتاب میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ اگر ابوالفضل سلیمان نے عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا اس لئے کہ انھوں نے یہ بہت برا کیا کہ محدثین میں سے

ان سنیوں کے نام بیان کئے ہیں جو حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر مقدم کرتے ہیں یعنی اعمش۔ نعمان بن ثابت۔ شعبہ بن حجاج۔ عبدالرزاق عبداللہ بن موسیٰ۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم۔ علامہ سید حسن صدر نے تاسیس الشیعہ میں لکھا ہے کہ اعمش کوفہ میں امام قرارت تھے ان کو ابان بن تغلب نے اور حمزہ ایسے لوگ نے قرآن پڑھ کر سُنایا جو سات مشہور قاریوں میں سے تھے علماء اہلسنّت نے اعمش کے شیعہ ہونے پر نقص کی ہے۔ شہید ثانی نے حاشیہ خلاصۃ الرجال میں لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے انکا ذکر چھوڑ دیا یہ مذہب میں بہت مستقیم اور بافضل ہونے کی وجہ سے قابل ذکر تھے اہلسنّت نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بہت تعریف کی ہے حالانکہ ان کو ان کے شیعہ ہونے کا اعتراف ہے۔

محقق بہبہانی فرماتے ہیں کہ ان کی روایات سے ان کا شیعہ ہونا اور یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آئمہ طاہرین کے خاص مخلص تھے اسی کے ساتھ یہ کہ فاضل نبیل بھی تھے۔ محقق محمد باقر داماد نے رواشح میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ فضل۔ اعتبار جلالت تشیع اور استقامت میں مشہور تھے۔ عامہ بھی ان کے مدارح، ان کے فضل پر متفق ان کی جلالت کے معترف ہیں۔ حالانکہ ان کو ان کے شیعہ ہونے کا بھی اعتراف ہے۔ منصور دوانیقی نے اُن سے پوچھا کہ فضیلت علیؑ میں تم کو کتنی حدیثیں یاد ہیں فرمایا دس ہزار جیسا کہ امالی شیخ میں مسطور ہے۔

امام بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی کے باب مساوی الثقات

میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ ایک دن اعمش کے پاس آئے اور بہت دیر بیٹھے کہنے لگے کہ شاید میں تم پر گراں ہو رہا ہوں۔ فرمایا کہ تم مجھ پر اس وقت بھی گراں تھے جب اپنے گھر تھے چہ جائیکہ میرے گھر!

(کتاب المحاسن ج ۲ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر)

سلیمان بن خالد دہقان

علامہ نے خلاصہ میں ان کو ثقہ صاحب قرآن کہا ہے نجاشی نے رجال میں ان کو قاری فقیہ وجیہ کہا ہے اور یہ کہ یہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت نقل کرتے تھے منتہی المقال میں ہے کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی میں وفات پا گئے آپ کو بڑا صدمہ ہوا ان کی اولاد کے لئے آپ نے دعا اور آپ نے اصحاب سے ان کے متعلق وصیت فرمائی۔

عبد اللہ ابن ابی یعفور

خلاصہ میں ہے کہ یہ نہایت ثقہ ہمارے علماء میں جلیل القدر امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک صاحب عزت اور قاری قرآن تھے مسجد کوفہ میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابو عمرو بن العلاء

یہ سات مشہور قاریوں میں سے ایک بزرگ اور اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے تھے ابو عبد اللہ برقی نے کتاب المحاسن

میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ اے ابو عمر دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ دین تقیہ میں ہے جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین محفوظ ہی نہیں رہ سکتا۔ صاحب تاسیس الشیعہ نے ان کو قراء شیعہ میں سے شمار کیا ہے۔

حمزہ بن حبیب زیات کوفی

یہ سات مشہور قاریوں میں سے ایک بزرگ تھے ابن ندیم نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ کتاب القرائت حمزہ کی تصنیف ہے یہ سات مشہور قاریوں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے کتاب تاسیس الشیعہ میں ہے کہ شیخ شہید محمد بن مکی کے قلم سے لکھا ہوا شیخ جمال الدین بن حماد علی سے منقول یہ پایا گیا کہ کسائی نے حمزہ کو قرآن سنایا۔ اور حمزہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو اسی طرح امیر المومنین تک۔ میں کہتا ہوں کہ حمزہ نے اعمش اور حمران بن اعین کو قرآن سنایا اور یہ دونوں بھی شیوخ شیعہ میں سے تھے۔
تفسیر مجمع البیان طبرسی سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔
حافظ میرزا محمد تبریزی نے جواہر القرآن میں خود حمزہ ہی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۵ برس کی عمر میں قرآن خوب یاد کر لیا پھر کہتے ہیں کہ حمزہ سے ابو الحسن کسائی نے قراءت سیکھی اور خود حمزہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو قرآن سنایا تھا آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو آپ نے امام زین العابدین

علیہ السلام کو اسی طرح حضرت علیؑ تک۔

یعقوب احمر

یہ اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے تھے وسائل الشیعہ مصنفہ محمد عاملی میں خود یعقوب ہی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں میں نے قرآن پڑھا تھا لیکن بھول گیا آپ خدا سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے علم قرآن عطا فرمائے آپ بہت محزون ہوئے اور دعا فرمائی کہ خدا تمہیں اور ہمیں سب کو علم قرآن عطا فرمائے۔

دوسری روایت یوں نقل کی ہے کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھ پر قرضہ بہت ہے اس کی پریشانی نے ایسا عارضہ پیدا کر دیا ہے کہ قرآن بھول جاتا ہوں۔ فرمایا خدا تمہیں علم قرآن عطا فرمائے۔

اسحٰق بن عمار

وسائل میں خود اسحٰق ہی سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے قرآن زبانی یاد ہے آیا زبانی ہی پڑھا کروں یا دیکھکر فرمایا کہ دیکھکر پڑھا کرو واسطے کہ یہ افضل ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ قرآن پر نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

ثعلبہ بن میمون

اصحاب امام جعفر صادق و موسیٰ کاظم علیہما السلام میں سے تھے

علامہ حلّی نے خلاصہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ ہمارے علماء میں نہایت باوجاہت قاری قرآن ۔ فقیہ ۔ نحوی ۔ لغوی ۔ کثیر الروایہ ۔ خوش عمل ۔ بڑے عابد وزاہد ۔ فاضل ۔ متقدی اور شیعوں کے علماء وفضلاء اجلہ میں محسوب تھے ۔

حصنین بن مخارق ابوجنادہ سلولی

ابن ندیم نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ متقدمین شیعہ میں سے تھے ان کی تصانیف میں سے کتاب التفسیر اور کتاب جامع العلوم ہیں اور نجاشی نے رجال میں انکی مصنفات میں کتاب القراءات کو بھی شمار کیا ہے ۔

ابراہیم بن ابی البلاد

یہ اصحاب امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا علیہم السلام میں سے تھے علامہ نے خلاصہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ہادر ان کے پدر بزرگوار مشہور قاریوں میں سے تھے اور یہ محقق شیعہ تھے ۔

نجاشی نے لکھا ہے کہ ثقہ قاری اور ادیب تھے امام جعفر صادق و امام علی رضا علیہما السلام سے روایت کرتے تھے ایک عرصہ تک زندہ رہے ۔ امام ثامن کا ان کے پاس ایک مکتوب مقدس آیا تھا جس میں آنحضرت نے ان کی بہت مدح فرمائی تھی ۔

ابن ذاجہ

تاسیس الشیعہ میں ہے کہ یہ تمام علوم کے امام اور قاری تھے

بصرہ ابو عثمان جاحظ نے روایت نقل کی تھیں ان کا قصہ جاحظ نے کتاب الحیوان کے باب ذکر العریان میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ رافضی اور قاری و حافظ قرآن تھے ۔

یحییٰ بن ابراہیم بن ابی البلاد

خلاصہ میں ہے کہ یہ اور ان کے باپ ثقہ تھے اور یہ قاری قرآن و شیعہ تھے ۔

معاذ بن مسلم ابی سارہ کوفی

تسمتہ السحر میں ہے کہ ان کا شمار قراء اور آئمہ نحو میں تھا یہ اتنی مدت تک زندہ رہے کہ ان کی اولاد اور اولاد الاولاد بھی ان کے سامنے مری یہ کبار شیعہ میں سے تھے ۔

بغیتہ الوعاۃ میں ہے کہ معاذ شیعہ تھے ۱۸۰ھ اور بعض اقوال کی بناء پر ۱۹۰ھ بمقام بغداد انتقال کیا تذکرہ لیغموری میں معاذ بن مسلم سے مروی ہے کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے تھے نحو میں انکی بہت سے کتابیں ہیں ایکسو پچاس برس زندہ رہے ابن نجار نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ یہ بڑے نحویوں میں سے تھے ان سے ابوالحسن کسائی نے علم نحو حاصل کیا تھا ۔ نحو میں بہت سی کتابیں لکھیں اور یہ روایات امام جعفر صادق علیہ السلام اور عطاء بن سائب سے نقل کرتے تھے

علی بن محمد بن زید حسینی

عمدۃ الطالب میں ہے کہ یہ شیخ بزرگ اور حافظ قرآن تھے آپ شیعیانِ علی میں سے تھے۔

ابوالمکارم محمد بن یحییٰ الزیدی الحسینی

ابن عنبہ نے کتاب المطالب میں لکھا ہے کہ یہ اور ان کے آباء حضرت علی علیہ السلام تک سب حافظ قرآن تھے اور دوستدارانِ علی علیہ السلام تھے۔

محمد بن حسین بن محمد بن حسن زاہد

ابوطالب حمزہ بن محمد بن حسین بن محمد بن حسن زاہد

یحییٰ ابن ابی طالب حمزہ

ان صاحبان کے لئے ابن عنبہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ سب کے سب حافظ قرآن تھے اور دوستدارانِ اہلبیت تھے۔

ہشام بن محمد بن سائب کلبی

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ یہ مشہور حفاظ میں سے تھے۔ بقول ذہبی انھوں نے تین دن میں قرآن حفظ کیا۔ سمعانی نے کتاب الانساب میں بسلسلۂ حالات محمد بن سائب لکھا ہے کہ ان کے بیٹے ہشام بلند نسب اور پکے شیعہ تھے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے ابن عساکر یہ رافضی اور غیر ثقہ تھے۔

علامہ حلّی نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ یہ خالص شیعہ تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں ایک مرض میں مبتلا ہوا جسکی وجہ سے سب علم بھول گیا۔ ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا آپ نے مجھے ایک پیالہ پلایا پس میرا تمام علم عود کر آیا آنحضرت ان کو بہت زیادہ مرتبہ تقرب عنایت فرماتے تھے تاسیس الشیعہ میں ہے کہ یہ اصحاب امام محمد باقرؑ میں سے تھے۔

یحییٰ بن احسین ذوالدمعہ

عمدۃ الطالب میں ہے کہ ان کے آباء کو امیرالمومنین علیہ السلام تک قرآن حفظ تھا۔

حسن زاہد ابن یحییٰ بن حسین ذوالدمعہ

کتاب مذکور میں ہے کہ یہ حافظ قرآن تھے۔

ابو جعفر محمد بن سعدان بن المبارک کوفی

ابن ندیم نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ عامہ کے معلم اور ان قاریوں میں سے تھے جو قرات حمزہ کے مطابق قرآن پڑھتے تھے پھر اپنی مستقل قراءت مقرر کرلی یہ بغدادی المولد اور شیعہ تھے۔ سیوطی نے بھی بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ انھوں نے اہل مکہ و مدینہ و شام وکوفہ و بصرہ سے قراءتیں سیکھیں اور سب کے اختلافات میں غور و خوض کے ساتھ ساتھ یہ صاحب علم عربی تھے۔

دانی نے کتاب الطبقات القراء میں لکھا ہے کہ انھوں نے سلیم بن عیسیٰ سے قراءت سیکھی تھی اور سلیم نے حمزہ سے اور انھوں نے یحییٰ بن مبارک یزیدی سے بھی حاصل کی تھی اور یحییٰ نے ابی عمرو سے اور انھوں نے اسحٰق بن محمد مسیبی سے بھی قراءت حاصل کی تھی اور اسحٰق نے نافع سے اور انھوں نے معلی بن منصور سے بھی حاصل کی تھی اور معلّی ابو بکر بن عاصم سے ابو جعفر سے محمد بن احمد بن واصل نے قراءت نقل کی جو ان کے معتبرین اصحاب میں سے تھے۔

تاسیس الشیعہ میں ہے کہ یہ امام کامل، کتاب الجامع اور کتاب الشبج کے مصنف اور قراءت میں مستقل مسلک رکھتے تھے جو مشہور کے موافق تھا علم عربیہ اور قراءت میں بہت سی کتابیں لکھیں۔

محمد بن زاهد

عمدۃ الطالب میں ہے کہ یہ حافظ قرآن تھے۔

محمد بن حسن قرشی بزاز

ابو غالب رزاری نے اس رسالہ میں جو انھوں نے اپنے اساتذہ کے حالات میں لکھا ہے بیان کیا ہے کہ میری دادی فاطمہ بنت جعفر بن محمد بن حسن قرشی بزاز ہیں اور محمد بن حسن راوی حدیث اور حافظ قرآن تھے ہم نے اُن سے قراءت کو نقل کیا ہے۔ اور علم قراءت میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔

حسین بن محمد بن حسن زاہد

عمدۃ الطالب میں ہے کہ یہ اور ان کے آباء حضرت علیؑ تک حافظ قرآن تھے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابو سہیل احمد بن محمد بغدادی

ابن خالویہ ہمدانی

چوتھی صدی ہجری کا مشہور حافظ قرآن

★

ابو سہیل احمد بن محمد بغدادی

یاقوت حموی نے بیان کیا ہے کہ یہ شیوخ فضلائے متقدمین میں سے تھے انھوں نے احادیث سنیں بھی اور نقل بھی کیں یہ فقہ اور علوم میں جید الاستعداد تھے۔
بشر بن موسیٰ اسدی۔ محمد بن یونس کدیمی۔ ابو الضیاع تغلب۔ مبرد وغیرہ سے بہت سی ادبی کتابیں سنیں انھوں نے سکری ابو سعید سے ملاقات کی اور ان کو اپنے اشعار نصوص سنائے اور خالع ابو عبداللہ شاعر نے بھی ان سے بہت سی ادبی کتابیں سنیں یہ آخر عمر میں مفلوج ہو گئے۔ دار القطن میں رہتے تھے۔ خالع کہتے تھے کہ ابو سہل علم میں جید الاستعداد حافظ قرآن۔ عارف۔ درادی قرارت۔ واقف لغت۔ عالم نحو۔ حافظ اشعار۔ خود شاعر اور کھلے ہوئے شیعہ تھے!

ابو خالویہ ہمدانی

سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ یہ لغت و عربیت اور دیگر علوم ادبیہ کے عالم تھے ۳۱۴ھ میں بغرض تحصیل علم بغداد آئے ابن مجاہد سے قرآن پڑھا اور علم نحو و ادب ابن درید نفطویہ ابو بکر انباری اور ابو عمر زاہد سے حاصل کیا ابو عمر دانی نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ یہ عالم عربی۔ حافظ لغت واقف قرارت اور مشہور ثقہ تھے یافعی نے مراۃ الجنان میں لکھا

ہے کہ ان کی ایک لطیف کتاب موسوم بہ کتاب الآل ہے اس کے اول میں انھوں نے معانی آل کی تفصیل لکھی ہے۔ اور اس کے بعد آئمہ اثنا عشری آل محمدؐ کا ذکر کیا ہے۔

علامہ سید حسن صدر نے کتاب تاسیس الشیعہ میں لکھا ہے کہ علماء نے ان کے تشیع پر نص فرمائی ہے۔

ریاض العلماء مصنفہ ملا عبداللہ میں ہے کہ لفظ ابن خالویہ کا اطلاق ایک جماعت پر ہوتا ہے۔ جن میں سے شیخ ابو عبداللہ حسن سنی شافعی ہیں۔ جو امام شافعی سے دو واسطوں کے ساتھ روایات نقل کرتے ہیں۔ کتاب المطارقہ ان ہی کی تصنیف ہے اور ابو عبداللہ الحسین بن احمد بن خالویہ ہمدانی پر اطلاق ہوتا ہے۔ جو نحوی شیعہ امامی ساکن حلب منجملہ علماء امامیہ ابن عباد ایسے لوگوں کے مصاحب ہیں اور کبھی اس لفظ کا اطلاق شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن یوسف بن مہجور فارسی پر بھی ہوتا ہے جو ابن خالویہ شیعی امامی مشہور ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچویں صدی کے شیعہ حافظ قرآن

اسمائے گرامی

شیخ عبد السلام بصری

سید رضی محمد موسوی جامع نہج البلاغہ

ابو طاہر محمد بن علی بن ابی التیمی

محمد بن سلمہ بن ارتبیل ابو جعفر الیشکری

ابو علی حسن بن حسین بن حاجب کلبی

ابو اسحٰق ابراہیم بن سعد بن طیب فالی

شیخ نجیب الدین ابو طالب یحییٰ بن علی بن محمد استر آبادی

کتاب علیؑ علیؑ (وقت کی اہم ضرورت)

دو جلدیں

فی جلد قیمت ۱۵ روپیہ

شیخ عبدالسلام بصری

کتاب جنات الثمانیہ میں سید محمد باقر حسینی خلخالی کی تصنیف اور کتبخانہ امام رضا علیہ السلام میں موجود ہے لکھا ہے کہ یہ بہت بڑے صادق اللہجہ عالم فاضل عارف۔ سخی۔ فیاض شیعہ مذہب تھے قاری قرآن تھے ۵۰۱ھ میں وفات پائی۔ اور یہ مقبرہ شونیزیہ میں قبر ابوعلی فارسی کے نزدیک دفن کئے گئے۔

سید رضی موسوی جامع نہج البلاغہ

ابن جوزی نے شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری فقیہ مالکی کے حالات میں لکھا ہے کہ ان سے شریف رضی قرآن پڑھا کرتے تھے جبکہ یہ نوجوان تھے ایک روز شیخ نے شریف سے کہا کہاں رہتے ہو فرمایا دروازہ محول پر اپنے باپ کے گھر نہیں رہنا چاہیے تم کو میں نے اپنا گھر دیا جو کرخ میں دار البرکتہ مشہور ہے آپ نے اس کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ میں اپنے باپ کا بھی احسان اٹھا نہیں سکتا کہا کہ میرا حق تم پر تمہارے باپ سے زائد ہے اس لئے کہ میں نے تمھیں قرآن پڑھایا ہے تب آپ نے قبول کیا۔

حاج میرزا حسین نوری نے مستدرک الوسائل میں لکھا ہے کہ انھوں نے تیس برس کی عمر کے بعد تھوڑی سی مدت میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔

عمدۃ الطالب میں ہے کہ یہ بڑے ہو کر حافظ قرآن ہوئے

تھے ان کے استادِ قرآن نے ان کو رہنے کے لئے گھر دیا تو انھوں نے
عذر کیا اور فرمایا کہ جب میں اپنے باپ کا احسان ہی نہیں اٹھا سکتا تو
آپ کا کیسے اٹھاؤں استاد نے کہا کہ میرا حق تم پر تمہارے باپ سے
زیادہ ہے انھوں نے یہ ذریعہ اختیار کیا تب آپ نے گھر قبول فرمایا۔

ابو اسحٰق ابراہیم بن سعد بن طیب رفاعی

سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ یہ نابینا تھے واسط
آئے اور عبدالغفار حسینی سے قرآن پڑھا پھر بغداد آئے یہاں
سیرافی کے پاس رہے اور ان سے ان کی وہ شرح پڑھی جو
انھوں نے سیبویہ کی الکتاب پر لکھی ہے بہت سی لغت کی کتابیں
اور دیوان سنے وہاں سے پھر واسط آئے اور جامع مسجد
میں مسند استادی پر بیٹھ کر لوگوں کو پڑھانے لگے پھر زیدیہ
آئے وہاں کچھ رافضی اور علوی رہتے تھے یہ ان ہی کی طرف منسوب
کر دیئے گئے جس کی وجہ سے ان کے لوگ دشمن ہو گئے ان پر بڑے
ظلم کئے سنہ ۴۱۱ھ میں ان کا انتقال ہوا تو جنازہ بعد مغرب
اٹھا جس کے ساتھ کل دو آدمی ابو الفتح بن مختار نحوی اور
ابو غالب بن بشران تھے ابو الفتح نے کہا کہ اس وقت ہمیں قتل
سے محفوظ رہنے پر اطمینان نہیں اس شخص پر تعجب ہے کہ
باوجود اس علم و فضل کے اپنے مذہب کو اس قدر ظاہر کرتا
تھا ان کی وفات حسرت آیات کے ایک روز بعد ایک بازاری سنی
مر گیا تو تمام شہر میں اس کی وجہ سے تمام شہر کا کاروبار بند کر دیا

اور اس قدر انبوہ کثیر تھا کہ جنازہ تک پہنچا نہ جاتا تھا۔

شیخ منتجب الدین ابوطالب یحییٰ بن علی بن محمد استرآبادی

منتجب الدین نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ عالم متبحر حافظ قرآن اور کتاب الافادہ کتاب القرات کے مصنف تھے ابن النجار الکوفی ابوالحسین محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن ذقتہ التمیمی علامہ سید حسن صدر نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ ابن نجار سنی کے علاوہ تھے جس کا نام و نسب یہ تھا محب الدین محمد بن محمود بن حسن بن نجار اور جس کی تصنیف سے یہ دو کتابیں تھیں کتاب التحصیل اور کتاب الدین علی تاریخ بغداد ابن نجار کوفی بنا بر تحریر یاقوت حموی ثقہ تھے اور خوب قرآن پڑھتے تھے۔

محمد بن سلمہ بن ارتبیل ابوجعفر الیشکری

علامہ حلی نے خلاصہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ ہمارے علماء کوفہ میں سے تھے اور مرد جلیل القدر عظیم المرتبت فقیہ قاری لغوی اور کثیر الروایتہ تھے۔

ابوطاہر محمد بن جاک التیمی

خلاصہ میں ہے کہ یہ ثقہ قلیل الحدیث تھے یہی ابوالعباس نے بیان کیا ہے اور یہ متجد اہل قرآن اور فاضلین تھے

شیخ عبدالجبار بن عبداللہ رازی

کتاب الاجازت، بحار الانوار مجلسی میں ہے کہ شیخ ابوعلی حسن ابن حسین بن حاجب کلینی نے شیخ طوسی کی کتاب جس کا نام نہایت الاحکام ہے ابوعبداللہ حسین بن ابی سہل زینو آبادی کی مجلس علم میں سنی انھوں نے شیخ رشید الدین علی بن زیرک قمی اور سید ابو ہاشم مجلتی ابن حمزہ حسینی کے یہاں اور ان دونوں نے مفید عبدالجبار بن عبداللہ قاری رازی کی مجلس میں!

بوعلی حسن بن حسین بن حاجب کلبی

کتاب الاجازات بحار الانوار میں ہے کہ یہ شیخ عفیف زاہد قاری تھے سید ابو المکارم بن زہرہ حسینی نے ان کو طوسی کی کتاب الاحکام ان کو سنائی۔

بارع بن وباس بخوی

بغیتہ الوعاۃ سیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۶ میں ان کا شمار منجملہ حفاظ میں ہے اور اس طرح علامہ صدر نے تاسیس الشیعہ میں اور علامہ مجلسی نے بحار میں لکھا ہے۔

خلیفہ آمر باحکام اللہ

نسمتہ السحر میں انکا شمار شیعوں میں ہے مقریزی نے لکھا ہے کہ یہ روز سہ شنبہ ۱۳ محرم ۴۹۰ھ میں پیدا ہوئے انکی بیعت ان کے والد کے انتقال کے دن کی گئی جبکہ یہ پانچ چھ ماہ چھ دنوں کے تھے یہ سہ شنبہ کا دن صفر کی ۱۷ تاریخ اور ۴۹۵ھ تھا ان کو افضل بن امیر الجیوش نے بلایا ان کی بیعت کی ان کے باپ کی مسند پر بٹھایا اور آمر باحکام اللہ ان کی صفت (لقب) قرار دی سہ شنبہ ۱۴ ذی القعدہ ۵۲۴ھ میں قتل کئے گئے گندم گوں کھلا ہوا انکا رنگ تھا آپ حافظ قرآن تھے۔

امیر زید بن امیر عبد اللہ زرنجش

سید اکبر حسین نے تاریخ زیدیہ میں بیان کیا ہے کہ یہ ۶۶۲ھ میں پیدا ہوئے جب چار برس چار ماہ چار دن کے ہوئے تو مدرسہ میں داخل ہوئے نو برس کی عمر میں حافظ ہو گئے۔ آپ امامی تھے۔

حکیم ناصر خسرو علوی

آپ کی تصنیف کا ترجمہ فارسی میں کتاب الرحلہ کے نام سے

ہوا ہے جو برلن مطبع کاویانی میں چھپی ہے اور امام رضا علیہ السلام کے کتب خانہ میں طوس کے اندر موجود ہے اس کے اندر اپنے حالات میں ناصر خسرو علوی لکھتے ہیں کہ ۳۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور تھوڑی سی مدت میں قرآن و حدیث و ادب کو حفظ کر لیا آپ کا تعلق مذہب شیعہ اثنا عشری سے تھا۔

ابوالحسین احمد بن منیر عاملی طرابلسی شامی

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ انھوں نے قرآن حفظ کیا اور علم لغت و ادب سیکھا شعر بھی کہتے تھے دمشق میں آکر رہنے لگے تھے۔ رافضی تھے ہجو میں کافی کلام کہتے تھے محمد بن ہرخالدی کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ اور ابن منیر دونوں اس زمانہ کے شامی شاعر تھے۔ ابن منیر کے متعلق کہا جاتا تھا کہ صحابہ پر طعن کرتے تھے اور تشیع کی طرف مائل تھے۔

شرف الدین

ابوالقاسم فضل بن یحییٰ بن ابی علی بن عبداللہ نقیب حلب بن جعفر بن ابی تراب زید بن جعفر بن ابراہیم بن ابی ابراہیم محمد حرانی بن احمد حجازی ابن محمد بن حسین بن اسحاق مؤتمن بن امام جعفر صادق علیہ السلام عمدۃ الطالب میں ہے کہ سید عالم حافظ قرآن تھے

صدر الحفاظ ابوالعلاء

حسن بن احمد بن حسن بن محمد بن سہل بن سلمہ عطار ہمدانی

شیخ منتجب الدین نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ حدیث و قرائت کے علامہ ہمارے علماء میں سے تھے اخبار و قرارت میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے ایک کتاب الہادی لکھی ہے جس کو میں نے دیکھا اور ان کے سامنے پڑھا ہے۔

سیوطی نے بغیتہ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ یہ نحو لغت علم قرآن وحدیث، ادب اور زہد کے امام تھے سنتوں پر خوب عمل اور ان کے ساتھ تمسک کرتے تھے۔ قرآن کو مع روایات قراءت کے بغداد میں حسین بن دباس کو پڑھ کر سنایا اور واسط و اصفہان میں ابی علی حداد ابوالقاسم ابن بیان اور ایک جماعت محدثین سے اور خراسان میں ابی عبداللہ غزاری سے روایات سنیں اور بیان کیں ان سے بڑے بڑے علماء و حفاظ نے روایات سنیں یہ آخر عمر تک قرآن وحدیث کی تعلیم میں مصروف و منہمک رہے اپنے زمانہ کے حفاظ میں انساب و تواریخ و علم رجال میں سب سے زیادہ ماہر تھے مختلف علوم میں انکی بہت سی تصانیف ہیں یہ ابن درید کی کتاب جمہرہ کے حافظ تھے۔

محمد بن احمد بن حمدان خباز بلدی

ثعلبی نے یتیمۃ الدہر میں لکھا ہے کہ ان میں عجیب بات یہ تھی کہ ان پڑھ تھے مگر ان کے شعر تمام بلیغ عمدہ بے مثل اور اعلیٰ ہوتے تھے ایک قطعہ بھی اچھے معنی یا مثل مشہور سے خالی نہ ہوتا تھا حافظ قرآن تھے قرآن سے اپنے اشعار میں اقتباس کرتے

مذہب شیعہ رکھتے اور اپنے اشعار میں اپنا مذہب بیان کرتے تھے۔
نسمتہ السحر میں بھی یہی ہے۔

رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب

مازندرانی صلاح الدین صفدی نے وافی میں لکھا ہے کہ آشوب
سین سے ہے نہ شین سے ابو جعفر سروے مازندرانی رشید الدین
شیعی منجملہ شیوخ شیعہ تھے۔ اور آٹھ سال کی عمر میں قرآن
کا زیادہ حصہ یاد کر لیا تھا علم اصول شیعہ میں انتہا کو پہنچے ہوئے
تھے ان کے پاس شہروں سے طلباء آتے تھے۔ علم قرآن و نحو
میں بڑے ماہر تھے۔ بغداد میں منبر پر وعظ کیا جو مقتفی کو پسند
آیا ان کو خلعت دیا یہ خوش منظر خوبرو۔ ضعیفی میں بھی خوبصورت
صادق اللہجہ خوش کلام۔ وسیع العلم۔ کثیر الخشوع۔ بڑے
عابد اور تہجد گذار ہمیشہ باوضو رہتے تھے ابن ابی طے نے اپنی
تاریخ میں انکی بہت تعریف کی ہے ۵۸۸ھ میں انتقال کیا۔

مجد الدین فیروز آبادی صاحب

قاموس نے کتاب بلغہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور ان کی
تالیفات گنوائی ہیں۔

شمس الدین مالکی تلمیذ

سیوطی نے کتاب طبقات المفسرین میں لکھا ہے کہ یہ شیوخ

شیعہ میں سے تھے۔ علم حدیث میں مشغول ہوئے راویان حدیث سے ملاقات کی پھر علم فقہ حاصل کیا اور اپنے مذہب کی فقہ میں انتہا کو پہنچ گئے۔ علم اصول کے بھی ماہر نحو گئے یہاں تک کہ علم قرآن اور قرائت تفسیر اور نحو میں اپنے زمانہ کے امام اور یکتا تھے روزگار تھے خوب تصنیف و تالیف کی ان میں علم قرآن و حدیث غالب تھا یہ تصنیفات اور علم حدیث کے اعتبار سے شیعوں میں ایسے تھے جیسے اہلسنت میں خطیب بغدادی وسیع العلم کثیر الفنون تھے۔ شعبان ۸۸ھ میں وفات پائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرف الاشراف بنت سید علی بن طاؤس

آپ کے والد نے کتاب سعد السعود میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیٹی شرف الاشراف کے لئے قرآن وقف کر دیا جو حافظہ قرآن تھیں اور بارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا آپ مومنہ تھیں۔

فاطمہ بنت سید علی بن طاؤس

آپ کے لئے سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے شرف الاشراف کی طرح لکھا ہے اور یہ کہ آپ نے نو ۹ سال سے کم عمر میں قرآن حفظ کیا آپ بھی مومنہ تھیں۔

سید عبدالکریم بن احمد بن طاؤس

غیاث الدین لقب ابو جعفر کنیت ابن داؤد نے اپنی رجال میں لکھا ہے کہ غیاث الدین فقیہ۔ علامہ۔ نسب نحوی۔ عروضی زاہد۔ عابد ابوالمظفر قدس اللہ روحہ مالک ریاست سادات و اشراف اپنے زمانہ کے یکتا حائری المولد تھے حلہ میں پرورش پائی بغداد میں تحصیل علوم کی۔ کاظمین میں وفات پائی۔ شعبان ۶۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور شوال ۶۹۳ھ میں انتقال فرمایا جبکہ سینتالیس سال کچھ دن کا سن تھا۔ یعنی بچپن سے انکی وفات تک ان کا ساتھی نہ میں نے نہ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد میں ان کے خلق باقاعدگی اور خوش معاشرتی میں ان کا ثانی اور انکی ذکاوت و قوت حافظہ

میں ان کا مثل نہیں دیکھا جو چیز ان کے ذہن میں آجاتی تھی اسے
بھولتے نہیں تھے۔ تھوڑی سی مدت میں قرآن یاد کر لیا جبکہ
۱۱- سال کا تھا لکھنا سیکھا۔ چالیس دن میں معلم سے
بے نیاز ہو گئے۔ جبکہ عمر چار سال تھی۔

جو اجازہ دیا ہے (جن کا ذکر اوپر سے ہوتا چلا آرہا ہے۔) اس میں لکھا ہے کہ میں ایسے شخص کو اجازہ دیتا ہوں جو حافظ قرآن ماہر تجوید معجزہ قرآن کو ثابت کرنے والا حفاظ متقدمین کے جو آثار مٹ گئے ہیں ان کی تجدید کرنے والا ہے۔ خداوند عالم قاریان باکمال میں اس کے امثال بہت سے پیدا کرے آمین! بحق محمدؐ و آلہ و اتباعہ۔)

حافظ طاہر اصفہانی

علامہ شیخ محسن معروف بہ آقا بزرگ طہرانی ساکن سامرہ کتاب احیاء الداثر میں لکھتے ہیں کہ بعض کتاب تجوید میں ان کو فخر الدین حافظ طاہر اصفہانی قاری کہا گیا ہے علم تجوید میں انکی ایک فارسی کتاب ہے جس کا پہلا باب والفقر دوسرا باب الادغام ہے۔ وعلیٰ ھذ القیاس

شیخ محمد بن محمد

ساعد بن عیاش عاملی جنہیں مرعاملی امل آرٹیل میں فرماتے ہیں کہ یہ فاضل قاری صالح تھے انکی تصنیف سے ایک کتاب مقتل الحسین ہے اور ایک وہ کتاب جسمیں وہ دعائیں ہیں جو شہید ثانی کے معاصرین سے منقول ہیں۔

حافظ شاہ ملا قاری محمد بن حافظ لطف اللہ اصفہانی

کتاب احیاء الداثر میں ان دونوں باپ بیٹوں کا تذکرہ ہے اور یہ کہ دونوں حافظ قرآن تھے۔

کتب خانہ نجف اشرف قائم کردہ حاج علی محمد نجف آبادی اصفہانی میں ایک کتاب ہے جس میں لکھا ہے محمد معروف بہ شاہ ملا حافظ قاری ابن لطف اللہ حافظ اصفہانی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

دسویں صدی ہجری کے شیعہ حافظانِ قرآن

اسمائے گرامی

شیخ جعفر حافظ
بن شیخ عبدالسلام بن محمد تقی عاملی

شیخ عبداللہ سارالحافظ
بن حاج محمد رضا بن حاج محمد علی سبزواری

شیخ عبداللہ الحافظ

آقا بزرگ ممدوح کتاب بدرِ باہرہ میں ان کے بیٹے کے حال میں تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ شیخ جعفر بن حافظ عبداللہ بن حافظ ابن منظفر نجف میں پیدا ہوئے اور نجف ہی میں رہے میں نے کتاب فرحۃ الغری کا ایک نسخہ دیکھا جس کو شیخ عبداللہ نے اپنے لئے لکھا تھا اور ان کے فرزند نے اس کی پشت پر لکھا تھا کہ میری ملکیت میں یہ سنہ ۱۰۳۸ھ میں آئی اور عبارت وخط ولقب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ باپ بیٹے دونوں اپنے اپنے زمانہ کے فضلاء وادبا اور حفاظ میں سے تھے۔

شیخ جعفر حافظ

اوپر بیان ہوا کہ یہ حفاظ میں سے تھے۔

شیخ عبدالسلام بن محمد حر عاملی

یہ عالم عظیم الشان جلیل القدر زاہد عابد متقی فقیہ محدث ثقہ تھے ان کے زمانہ میں زہد وعبادت میں ان کا مثل نہ تھا اپنے باپ اپنے بھائی شیخ حسن بن شہید ثانی عاملی اور سید محمد بن ابوالحسن عاملی وغیرہ سے پڑھا۔ ان کا ایک رسالہ ارشاد المنصف ہے جس کے انوار احادیث تقصیر نیں جمع کا طریقہ بیان کیا ہے اسی طرح رسالہ مفطرات رسالہ جمع وغیرہ وغیرہ۔ بہت سے

رسائل وافادات ہیں یہ ماہر فقہ و علوم دینیہ تھے میں نے دس سال کی عمر میں ان سے پڑھا نہایت خوش تقریر اور حافظ مسائل و نکات علمیہ تھے۔ اسی سال کی عمر میں نابینا ہو گئے تھے اس وقت قرآن یاد کیا اور نوے سال تک زندہ رہے۔ جب انتقال فرمایا تو میں نے ان کا بہت بڑا مرثیہ کہا یہ ہے جو کچھ شیخ حر عاملی نے کتاب امل الآمل میں شیخ عبد السلام کے متعلق بیان کیا ہے۔

حاج محمد رضا بن حاج محب علی سبزواری

آقا بزرگ طہرانی نے کتاب بدور باہرہ میں لکھا ہے کہ یہ حافظ قرآن تھے اور روضۂ مطہرہ رضویہ میں قراءت عاصم کے مطابق قرآن پڑھا کرتے تھے۔

حسن بن علی بن حسن نعیمی حسنی

علامہ شیخ علی آل کاشف الغطاء نے حصون منیعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ فضلاء و ادباء و علماء و شعراء زمانہ میں سے تھے صنعاء میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور قرآن پڑھا اپنے والد ماجد سے بہت سے علوم حاصل کئے طلب علم میں نہایت قوی الحافظہ تھے ان کی نہایت عمدہ نظمیں ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے مشہور حافظ قرآن تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسحٰق بن یوسف صفانی

علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرینی

حافظ سید محمد رضا

سید عنایت اللہ

حافظ سید عبدالفتاح

مولوی سید ... بخت

کتاب حسینؑ حسینؑ

قیمت ۲۰ روپیہ

اپنے وقت کی نایاب کتاب ہے۔ نہج البلاغہ کی طرح
امام حسین علیہ السلام کے تمام خطبات اس کتاب میں جمع ہیں

اسحٰق بن یوسف صفانی

نسیمتہ السحر میں ان کے والد یوسف بن یحیٰی کے حالات میں ان کی عبادت کے حالات بھی مرقوم ہیں۔ تحقیق کہ بے وفا زمانہ نے بدنصیب نے ڈس لینے والی ناگوں نے اور ان دونوں نے کہ جو ایک دن اور ایک ساعت کے لئے بھی خوش نہیں ہونے دیے مجھ کو ماہ جمادی الاولیٰ میں اس کے غم میں مبتلا کیا جو میری فرحت دانس کی بحالی کا بہت ہی جو یاد خواں تھا۔ یعنی میری تر و تازہ شاخ ٹوٹ گئی میری پتلی سے بینائی جاتی رہی مجھے میرے فرزند سے رنج میں مبتلا کیا ایسی آگ سے میری آتش غم و حزن کو بھڑکایا میرے کمسن فرزند کو چھین لیا میرے انجم تاباں کی چمک کو بجھا دیا۔ حالانکہ وہ ابھی دسویں برس میں تھا یعنی ہلال تھا جو ماہ کامل ہونے کے قریب تھا سورۂ مدثر تک اس نے قرآن یاد کر لیا تھا کہ خاک کی چادر اوڑھ لی میرے خیال میں اس کے بعد میرا زندہ رہنا تعجب ہے حالانکہ میرے قلب و چشم سے بہنے والے خون میں اشک نہیں سمجھتے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرا سرور لے کر خدا کے پاس چلا گیا اور میری امید و توقعات کو توڑ گیا یہ واقعہ چہار شنبہ ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۱۱۲ھ کی رات میں ہوا جو بیشک میرے نہایت منحوس ثابت ہوئی۔ اگر خدا کی طرف سے ثواب بقدر مصیبت ملتا ہے تو میری اس دائمی مصیبت پہ میری جزا جنت ہے۔

علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرینی

شیخ عبداللہ نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ نہایت عجیب الحافظ حاضر جواب ماہر مناظرہ طلیق اللسان تھے میں نے ان کا مثل مطلقاً نہیں دیکھا روایت میں معتبر و مستند تھے امام عصر و یکتائے دہر تھے اس لئے کہ ان کے سامنے علماء سر بتسلیم اور بولکماان کے معترف فضل تھے جامع علوم خوش تقریر عجیب التحریر خطیب شاعر بلیغ الکلام تھے نہایت منصف بھی تھے اور حدیث و رجال و تواریخ میں مہارت رکھتے تھے۔

حافظ سید محمد رضا

سید محمود حافظ تبریزی اپنے تذکرہ میں تحریر کرتے ہیں کہ عالم حافظ سید محمد رضا نے اپنے باپ حافظ امجد نبیل اور جد سید محمد سے پڑھا۔

حافظ سید عبدالفتاح

سید محمود مذکور الصدر نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حافظ فاضل بارع کامل عارف معارف تنزیل صاحب ورع و صلاح سید عبدالفتاح نے اپنے چچا حافظ سید محمد رضا سے پڑھا۔

مولوی سید ہمایوں بخت

بن غلام احمد خاں بن تاج محمود خاںؒ

سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب لکھنوی تذکرۃ الحفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید اکبر حسین نے تاریخ زیدیہ میں لکھا ہے کہ یہ حافظ قرآن تھے۔

سید عنایت اللہ

تذکرۃ الحفاظ میں تاریخ العلماء مصنفہ مولوی عبدالحکیم سید الحسنیؒ سے منقول ہے کہ یہ طبیب حاذق اور حافظ قرآن تھے

حافظ سید مہدی بن سید عبدالفتاح

حافظ سید محمود تبریزی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ زاہد عابد عامل حافظ متقی آقا سید مہدی نے اپنے والد ماجد سے قرآن حفظ کیا۔

حافظ سید محمد تبریزی

مرزا محمود حافظ تبریزی نے جن کا ذکر آئندہ ہوگا اپنی قرائت کی سند میں بیان کیا ہے کہ میں نے سند والد ماجد عالم مؤید فاضل مسدد حافظ مجدد حاج سید محمد سے قرآن پڑھا اور انہوں نے اپنے والد ماجد زاہد عابد حافظ متقی آقا سید محمد مہدی سے۔

میرزا محمود حافظ تبریزی

سلطان القراء فرماتے ہیں کہ ان کی تصنیف سے حسب ذیل کتابیں ہیں خزائن القرآن۔ مخزن الآیات۔ مخازن البحث۔ جواہر القرآن عربی حل جواہر فارسی۔ خلاصہ جواہر القرآن میں آپ خود لکھتے ہیں کہ میری قرائت کی سند یہ ہے کہ میں نے سید سند والد ماجد عالم مؤید سے لی جیسا کہ اوپر لکھا ہوا ہے۔

حاج ملا علی بن میرزا خلیل طہرانی

علامہ شیخ علی آل کاشف الغطاء حصون منیعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ علم رجال میں یکتا عبادت کے گرویدہ تمام صحیفہ کاملہ و نیز

دیگر ادعیہ کے بھی حافظ تھے نماز میں قنوت کو بہت طول دیتے تھے اور اگر کوئی معترض ہوتا تو فرماتے تھے کہ جو قنوت زیادہ دیر تک پڑھے گا وہ حساب کے لئے خدا کے سامنے تھوڑی دیر تک کھڑا رہے گا۔ نافلہ مغرب کو بپابندی نماز جعفر طیار کی صورت میں پڑھا کرتے تھے ۔ اور حافظ قرآن تھے۔

نواب میرزا ببر علیخاں

علامہ سید علی نقی صاحب لکھنوی تذکرۃ الحفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن تھے۔

ان کے علاوہ حافظ ولی محمد ۔ حاج حافظ امداد علی صاحب حافظ عابد علی ۔ حافظ شیخ محمد علی صاحب بنارسی ۔ حافظ محمد حسن ۔ حافظ مفتی انوار علی صاحب ۔ ابن حکیم مظفر حسین صاحب حافظ مرزا حیدر بیگ ۔ حافظ خیرات علی ۔ حافظ محمد سبحان اللہ صاحب حافظ غلام رضا ۔ حافظ میرزا محمد تقی خاں صاحب فیض آبادی ۔ حافظ فیض اللہ ۔ حافظ ولی محمد ۔ ان تمام حضرات حفاظ کا تذکرہ کتاب تذکرہ حفاظ میں ہے جسکو سرکار سید العلما علی نقی صاحب نے لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

اس حصہ میں آپ ہمارے حافظوں سے جو مناظرے ہوئے ہیں ان کو بھی پڑھیے گا اور آپ یقیناً ان حافظوں کے اسمائے گرامی سے واقف ہوں گے۔

سید محمد حسن علیخاں شاہزادہ
ابن میر محمد نصیر خاں بہادر
والئی حیدر آباد سندھ

حافظ قاری جعفر علی صاحب جارچوی

حافظ میرزا محمد حسین
شہرستانی

شیخ محمد حسین مرۃ العاملی
شیخ حسین بصیر حلی
مولانا حافظ کفایت حسین مرحوم
مولانا حافظ فیاض حسین مرحوم
شمس العلما مولانا حافظ سید عباس
حافظ مہدی حسن
مولانا حکیم سید فرمان علی

حافظ قرآن

تاریخ آل محمدؐ (ایک نایاب کتاب)
ضرور پڑھیے

سید محمد حسن علی خاں۔ شاہزادہ ابن میر محمد نصیر خاں بہادر والئی حیدر آباد سندھ۔ حافظ قاری جعفر علی صاحب جارچوی ان دونوں حضرات کا تذکرہ بھی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں موجود ہے

حاج میرزا محمد حسین شہرستانی

بمقام کرمان شاہ ایران میں پیدا ہوئے کربلا کو وطن بنا لیا تھا کتاب غایۃ المسؤل علم اصول میں اور اپنی کشکول زوائد میں فرماتے ہیں کہ میں نے اثنائے تحصیل فقہ و اصول میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا ۱۳۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ صالح نجفی

کتاب فوائد بہائیہ مطبوعہ ایران میں شیخ محمد بہاء الدین صدر الشیعہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ اخیار مقدسین اور مخلصین آئمہ طاہرین میں سے تھے حافظ قرآن اور منجملہ اہل زہد و عبادت و علم والے تھے جناب رسالتمآب کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کا کمیت کے قصیدہ سے مقابلہ کیا تھا۔

شیخ محمد حسین مروۃ العاملی

مجلہ عرفان صیدا شام مجریہ ماہ چہارم صفحہ ۵۲ میں ہے کہ یہ حافظ قرآن مشہور زمانہ تھے۔ اپنے زمانہ کے بہترین حفاظ میں ان کا شمار ہوتا تھا ۱۳۲۰ھ میں انتقال ہوا۔

شیخ حسین بصیر حلی

حصون منیعہ میں ہے کہ بمقام حلہ ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے وہاں کے ادبا میں پرورش پائی احادیث و روایت سن کر مرتبہ استادی پر فائز ہوئے بہت سے عمدہ و فصیح شعر کہے ان کو بشارا فصحا کہتے تھے ۔ عالی نفس ۔ قوی الحافظہ بدیہہ گو تھے ۔ تیرہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا پھر علوم عربیہ وغیرہ سید محمد قزوینی سے پڑھے اپنا دیوان اشعار اپنی زندگی ہی میں جمع کر لیا تھا ۔ استعارات خوب استعمال کرتے تھے آغاز جوانی میں ہی انتقال کر گئے تھے اگر زندہ رہتے تو بڑے بلند شان اور علم و ادب میں بہت با فہم ہوتے ۔ نجف میں لا کر دفن کئے گئے ۔

مشہور زمانہ شیعہ حفاظ قرآن

چودھویں صدی ہجری تا آغاز پندرھویں صدی

یہ وہ نام ہیں جو مجھے معلوم ہو سکے ہیں

مولانا حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم

آپ کے وہ مناظرے جو آپ نے اس بات پر جیتے تھے کہ شیعوں کو قرآن حفظ ہے۔ اور صحیح اور اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں۔ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

مولانا حافظ فیاض حسین صاحب مرحوم میرٹھ اور

شمس العلماء مولانا حافظ سید عباس حسین شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ جارچوی مرحوم سابق ناظم دینیات شیعہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ۔ پاکستان اور ہندوستان دونوں میں آپ کے شاگرد بھی

موجود ہیں ان سے دریافت کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ریکارڈ سے دریافت کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے جناب قاری حافظ ظہیر عباس صاحب قبلہ حیات ہیں جو جارچہ یو۔پی انڈیا میں مقیم ہیں۔ اور آپ بھی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں شیعہ دینیات کے معلم تھے۔ اور آپ بھی حافظ قرآن ہیں۔

- حافظ صادق حسین صاحب
- مولانا حافظ حکیم سید فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم آپ کا ترجمہ کیا ہوا قرآن بہت مقبول ہے۔ آپ نے قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ اپنے وقت کے مشہور زمانہ حافظ قرآن تھے۔ اور آپ کا ترجمہ کیا ہوا قرآن ہر جگہ ملتا ہے۔ اور دونوں فرقوں کے علماء آپ کے علمی کارناموں سے باخبر ہیں۔
- حافظ آقا سید مہدی شیرازی ساکن نجف اشرف
- حافظ آقا میرزا عبدالمطلب شیرازی ساکن نجف اشرف

یہ دونوں حضرات عالم کامل پرہیزگار دیانہ تھے اس کا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو ان کے ساتھ نجف میں رہا۔ آپ کا تذکرہ سرکار علی نقی صاحب قبلہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے جو بڑے خوش الحان قاری بھی تھے۔

مولانا حافظ فرحت حسین صاحب قبلہ (بلند شہر)

چھولس ضلع بلند شہر (یو۔پی) کے رہنے والے ہیں سنہ ۱۹۴۰ء کے قریب پیدا ہوئے اور سنہ ۱۹۵۸ء میں مکمل طور پر قرآن مجید

حفظ کر چکے تھے۔

۱۹۶۳ء تک ہندوستان کی مایۂ ناز دینی درسگاہ جامعہ سلطانیہ سلطان المدارس میں دینی علوم و معارف کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس کے بعد اپنے وطن میں دینی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ انتہائی ستودہ صفات۔ خوش مزاج، خوش اخلاق اور بذلہ سنج شخصیت کے مالک ہیں۔

جامعہ سلطانیہ (سلطان المدارس) لکھنؤ کے طلبہ میں آپ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی آپ اپنے دور تعلیم میں نصابی کتب پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کی مشق بھی بہم پہونچاتے رہتے تھے کہ قرآن مجید ہر وقت مستحضر رہے تاکہ جو شخص جس وقت چاہے جس مقام سے چاہے سوال کرے۔ اور اسے تشفی بخش جواب مل جائے۔

جناب حجۃ الاسلام مولانا حافظ سید ریاض حسین قبلہ

پنجاب کے جلیل القدر علماء میں مولانا حافظ سید ریاض حسین صاحب قبلہ (لاہور) ایک منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔

سن بلوغ تک پہونچتے پہونچتے آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ لاہور کی عظیم الشان دینی درسگاہ "جامع المنتظر" کے درجات عالیہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور اس کے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے۔

اور باب مدینۃ العلم کی بارگاہ میں چشمۂ علم سے سیرابی حاصل

رہے اور وہاں بھی اپنے تمام معاصرین میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ ۱۹۶۸ء میں نجف اشرف سے واپس پاکستان تشریف لاکر دینی و مذہبی خدمات میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔

اس وقت وفاق علمائے امامیہ کے سربراہ اور جامع المنتظر (لاہور) کے وائس پرنسپل کی حیثیت سے نمایاں علمی مقام پر فائز ہیں۔

مولانا حافظ غلام حیدر رضا صاحب (آف سرگودھا)

سرگودھا کی ایک نمایاں شخصیت، پرجوش مقرر، مولانا حافظ غلام حیدر صاحب۔ پنجاب کے اعلیٰ دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۶۵ء کے قریب جامعہ امامیہ کراچی تشریف لائے۔ اور یہاں درس و تدریس کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

کچھ دنوں تک عملی طور پر پرنسپل کے فرائض بھی آپ ہی انجام دیتے رہے۔

آپ جامعہ امامیہ تشریف لانے سے کافی پہلے قرآن مجید حفظ کرچکے تھے۔ اور اس سلسلہ میں آپ کو بڑا ملکہ حاصل تھا۔ اس وقت ملیر کینٹ (کراچی) میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حجۃ الاسلام مولانا حافظ بشیر حسین صاحب قبلہ (نجف اشرف)

لاہور کے ایک ممتاز گھرانے کے چشم و چراغ جناب حجۃ الاسلام مولانا حافظ بشیر حسین صاحب قبلہ جنہوں نے ۱۹۶۰ء کے قریب قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

۱۹۶۴ء تک آپ جامع المنتظر (لاہور) جیسی عظیم الشان دینی درس گاہ میں تعلیم و تعلّم اور درس و تدریس میں مشغول رہے۔

۱۹۶۵ء میں نجف اشرف تشریف لے گئے اور دن رات کی محنت شاقہ سے وہاں کے بہت سے مدارج عالیہ کو بہت مختصر عرصے میں طے کر لیا۔

۱۹۷۰ء سے آپ کا شمار نجف اشرف کے مرکز علم میں ایک نمایاں استاد کی حیثیت سے ہونے لگا۔ اور آپ بہت کم وقت میں اپنے معاصرین سے کافی آگے نکل گئے۔

اس وقت کبھی باب مدینۃ العلم میں اکتساب فیض کے ساتھ ساتھ تشنگان علم کو سیراب کرنے میں پوری طرح منہمک ہیں۔

اٹاوہ شہر انڈیا کا مناظرہ

جس میں شیعہ حافظ نے قرآن زبانی سنایا

اٹاوہ شہر انڈیا میں شیعہ اور سُنّی حضرات کے درمیان اس بات پر مناظرہ ہوا کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے ہیں جس کی کافی شہرت کی گئی لیکن یہ بات زیادہ دن تک کامیاب نہیں ہو سکی کیونکہ شیعوں کے عالم جناب حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم نے یہ چیلنج قبول کر لیا اور مندرجہ ذیل حضرات جو کہ اہلسنت سے تعلق رکھتے تھے اور خود بھی حافظ قرآن تھے جناب محمد فضل الرحمٰن عفی عنہٗ۔ حافظ احسان الٰہی صاحب/جناب حافظ نورالحسن صاحب جناب حافظ محمد شریف صاحب جناب حافظ فیق محمد صاحب کی موجودگی میں تین دن میں بحساب ۲½ گھنٹہ روزانہ پورا قرآن مجید سُنا کر سُنّی حفاظ سے تحریری سند حاصل کی جس کی نقل ذیل میں بحوالہ کتاب "ذریعۃ الفلاح مولفہ ابوالاعجاز جناب منشی نعمت اللہ جان صاحب اختر اثنا عشری (سابق حنفی سنی) ناشر کتب خانہ اثنا عشری مغل حویلی موچی دروازہ لاہور سن طباعت ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء صفحہ نمبر ۲۷۔ سے درج کرتا ہوں۔

"(۷۸۶) میں نے اور چند حفاظ نے حافظ کفایت حسین صاحب سے پورا قرآن پاک تین یوم میں سُنا الحمد للہ بہت اچھا

یاد ہے اور یادداشت حافظ صاحب کی ہم قدر کرتے ہیں ۔"
جن حافظوں نے دستخط کئے ہیں ان کے اسماء گرامی جناب حافظ احسان الٰہی صاحب ۔ جناب حافظ نور الحسن صاحب جناب حافظ محمد شریف صاحب ۔ جناب حافظ فیض محمد صاحب

بھٹنڈا شہر انڈیا کا دوسرا مناظرہ

اس مناظرہ کی کارروائی ہم اخبار در نجف مورخہ ۱۵ راگست ۱۹۲۲ء سے درج کر رہے ہیں! حفظ قرآن کے متعلق بھٹنڈہ شہر میں ایک خاص جلسہ ہوا جس میں سامعین کے علاوہ معزز افراد نے شرکت کی اور شرکت کرنے والے جناب حکیم احمد علی صاحب صدر جلسہ (سنی) جناب حسن محمد خاں صاحب ۔ جناب محمد احسن صاحب احمدی قادیانی ۔ جناب سید نذر حسین صاحب شیعہ جناب عبد العزیز صاحب ہیڈ کانسٹیبل (پولیس سنی) منشی علی گوہر صاحب ہیڈ کانسٹیبل پولیس ۔ لالہ امرناتھ صاحب سب انسپکٹر پولیس نے جو موجود تھے انھوں نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا ۔

"ہم نے حافظ سید نذیر حسین صاحب ساکن سونی پت کا آج قرآن شریف حفظ ہونے کا امتحان لیا ۔ ان سے جہاں سے بھی سنانے کی فرمائش کی گئی انھوں نے نہایت صفائی سے بلا کسی شبہ کے سنایا ۔ ہم نے اطمینان کر لیا ہے کہ یہ حافظ صاحب مذہب کے شیعہ ہیں اور کلام ربانی کے حافظ ہیں ۔"

از تذکرہ حفاظ شیعہ"

مولانا حافظ کفایت حسین صاحب

واعظ مدرسۃ الواعظین، لکھنؤ

(سرکار علامہ سید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ العالی)

ہمارے کرم فرما، محترم دوست، بلکہ تلمذ کے رشتہ سے بزرگ بھائی، مدرسہ ناظمیہ کے ہم سے پہلے کے ممتاز الفاضل اور سب سے مقدم جماعت کے واعظ مدرسۃ الواعظین موجودہ زمانے کے مستند حافظ ہیں۔

آپ نے ہماری مخصوص خواہش پر اپنے حالات قلم بند کر کے ہمارے پاس بھیجے ہیں جنھیں ان ہی کے میں ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

" تمام آباؤ اجداد شیعہ تھے۔ شکارپور ضلع بلند شہر میں پیدا ہوا۔ مولانا سید محمد عوض صاحب قبلہ شاگرد جناب شمس العلماء مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ نے شکارپور پہنچکر ایک مدرسہ قائم کیا جس میں ایک درجہ حفظ قرآن کا بھی کھولا۔ حافظ مہدی حسن صاحب ساکن کرانہ ضلع مظفر نگر مدرس مقرر ہوئے ان سے تقریباً دس پارے یاد کئے۔ ان کے بعد حافظ سید غلام حسین صاحب مدرس

ہوئے۔ ان سے آخر تک یاد کیا۔

۱۹۰۹ء میں قرآن مجید مکمل حفظ کر کے مولانا حافظ فیاض حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبیہ کی خدمت میں سنانے کی غرض سے مدرسۂ احسن المدارس شکارپور کی طرف سے بھیجا گیا۔ تین ماہ رہ کر واپس شکارپور آیا۔ اور اوائل ۱۹۱۵ء میں لکھنؤ کے مدرسۂ ناظمیہ میں آکر تعلیم دینیات شروع کی۔

۱۹۱۶ء میں مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی اور الہ آباد یونیورسٹی اور مدرسۂ ناظمیہ کے فاضل کا امتحان دیا۔ اور ہر ایک میں کامیابی ہوئی۔ ۱۹۱۷ء میں منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی ملا فاضل الہ آباد یونیورسٹی میں کامیابی حاصل کی آخر ۱۹۱۸ء میں ممتاز الافاضل کا امتحان دیا۔ اور اول نمبر کی کامیابی حاصل کر کے مدرسہ کا خاص انعام عبا و عمامہ حاصل کیا اسی سال شیعہ ہائی اسکول میں فارسی زبان کا ٹیچر رہا ۱۹۱۹ء میں مدرسۃ الواعظین میں داخل ہوا۔ ۱۹۲۰ء میں مدرسہ کا آخری امتحان دیا اور اول نمبر میں کامیابی حاصل کی ۲۱ء میں مدرسۃ الواعظین کی جانب سے بغرض تبلیغ پشاور روانہ کیا گیا۔ اوائل ۲۶ء میں گورنمنٹ ایجنسی صوبہ سرحد شمال و مغربی کا محکمۂ قضا سپرد ہوا۔ اگست ۳۲ء میں استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر مدرسۃ الواعظین کی جانب سے کار تبلیغ پنجاب میں شروع کیا۔

امتحان حفظ قرآن کے بعض خاص اور اہم واقعات

اٹاوہ میں اہل سنّت کی خواہش پر دس دس پارہ یومیہ پڑھ کر قرآن مجید اول سے آخر تک سنایا جس کے بعد حفاظ اہل سنّت نے سند تصدیق عنایت کی جس میں تحریر کیا کہ نہایت کامل حافظ اور قاری ہیں۔

سیالکوٹ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی وہابی کے اشتہار دینے پر منعقد کیا گیا اس میں قرآن مجید سنایا گیا جس کے بعد مولوی صاحب موصوف اور صدر جلسہ مولوی محمد شاہ صاحب حنفی مولوی فاضل نے سند عنایت کی، ڈیرہ غازی خاں میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں کم از کم پانچ سو حفاظ اہلسنّت شریک تھے۔ مختلف مقامات سے قرآن سنایا گیا اور اہل سنّت کے حفاظ باوجود اس کے کہ شرائط میں اُن کا سنانا بھی تحریر ہو چکا تھا۔ کسی نے ایک رکوع بھی نہ پڑھا۔

مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ میں تقریباً پچیس حافظ اہل سنّت کے بغرض امتحان آئے اور مختلف مقامات سے پڑھوایا اور تصدیق کر کے چلے گئے۔ جناب مولانا سبط حسن صاحب قبلہ نے ایک دوشالہ اور سعادت خاں صاحب نے ایک فیروزہ کی انگشتری بطور انعام عطا کی۔

یہ تھے وہ حالات جو حافظ صاحب نے خود قلمبند کئے ہیں۔

گزشتہ قریبی زمانہ میں جسکو ابھی ایک سال کا عرصہ نہیں ہوا۔ جب حافظ صاحب لکھنؤ آئے تھے تو پانچ روز تک مدینۃ الواعظین میں تلاوت قرآن کے جلسے ہوئے جس میں خاص وعام ہر طبقہ کے افراد کا کافی اجتماع ہوتا تھا۔ حافظ صاحب نے چھ چھ پارے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت کی اور پانچ جلسوں میں قرآن ختم کیا چند جلسوں میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔ جس سے میں اس نتیجہ تک پہنچا کہ حافظ صاحب چند حیثیتوں سے عام حفاظ قرآن کے اندر مخصوص امتیاز رکھتے ہیں۔

آپ تلاوت قرآن کے اثناء میں سلام کا جواب دینے متوجہ ہوتے، بات کرتے، اور بات کا جواب دیتے۔ تکرار کی فرمائش کرنے پر جس لفظ میں شبہ ہو۔ اس کی تکرار کرتے۔ اور پھر سلسلہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہیں۔ تلاوت میں روانی و تیزی کے ساتھ قرات و مخارج حروف کا لحاظ رکھتے اور الفاظ کی ساخت کو بگڑنے نہیں دیتے ہیں۔

(نوٹ) یہ مضمون میں نے رسالہ پیام عمل لاہور جولائی ۱۹۶۸ء سے حاصل کیا ہے۔ جناب حافظ صاحب قبلہ اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی یاد ہر دل میں موجود ہے۔ برائے ایصال ثواب حافظ صاحب مرحوم ایک سورہ فاتحہ کی التماس ہے

سیالکوٹ میں

حفظِ قرآن کے معرکتہ الآرا امتحان

کے بعد شیعیت کے خلاف مکروہ پروپیگنڈہ کا "بیڑہ" سچائی کے سمندر میں غرق ہوگیا!

حافظ کفایت حسین صاحب کے اس حقیقت افروز اعلان سے کہ حفظِ قرآن عقلائے زمانہ کے لئے کوئی خاص فخر کی بات نہیں بلکہ ہمارا فخر یہ ہے کہ علوم قرآن، رموز قرآن، معارف قرآن اور حقیقت قرآن میں ہمارے مقابلہ میں آؤ، علمی حلقوں میں شیعوں کی ہیبت چھا گئی اور مخالفین کے اس مکروہ پروپیگنڈہ کا کہ "شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے"، بیڑہ غرق ہوگیا۔ اور ضلع سیالکوٹ میں یدخلون فی دین اللہ افواجا کا منظر چشم فلک نے حیرانی سے دیکھا۔

علامہ اقبالؒ کا شہر سیالکوٹ مردم خیز خطہ ہے۔ جہاں مختلف مذاہب کی سرگرمیاں دلچسپیاں پیدا کرتی رہی ہیں۔ عیسائیوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ مرزا قادیانی نے کرشن ہونے کا دعویٰ یہیں

قسم کا لچر اعتراض کریں جو کسی جہت سے بھی معقولیت کی حدود
میں آنے کے قابل نہیں تھا اتنا زیادہ قابل توجہ نہیں لیکن جب اس
اعتراض کو مولانا مولوی محمد ابراہیم ایسے مسلمہ عالم اہل حدیث کے
ایماء سے اور اہل سنّت کے سب سے بڑے عالم مولوی نور حسن
صاحب کی تائید سے ہوا دی جا رہی ہے تو اگر اس اعتراض کا جواب
اطمینان بخش دیا جائے تو عوام پر ظاہر ہو جائے گا کہ ان کے
مولوی شیعوں کے خلاف غلط اتہام لگا کر ان کو متنفر کرتے
ہیں۔ لہٰذا مولوی عنایت علی شاہ صاحب نے اس اعتراض کو زیادہ
سے زیادہ پھیلنے دیا اور طرح دیتے رہے جب اسلامی حلقوں میں
اس بے وزن اعتراض کو ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر ذہنوں میں
مرتسم کر دیا گیا تو اب شیعوں نے للکارا کہ آؤ میدان میں جاتے کہاں
ہو۔ موقع یہ تھا کہ بھائیوں کے لئے راہ فرار مسدود ہو چکی تھی اب
اگر شیعہ حافظ قرآن کے امتحان کے لئے نہیں آتے تو عوام گردن
دباتے ہیں۔ لہٰذا چارہ ناچار خصوصیت سے اہل حدیث جماعت کو
میدان میں آنا پڑا۔ فریقین نے متفقہ طور پر طے کیا۔ مسجد و امام باڑہ
کے میدان میں ۱۳ / جولائی ۱۹۲۵ء کے دن بعد نماز عصر ۵ بجے سے
۷ بجے تک تین دن متواتر تین نشستوں میں شیعہ حافظ قرآن
سنائے گا۔ اور غیر شیعہ علماء و حفاظ امتحان لیں گے۔ شیعوں
کی طرف سے ایک اشتہار بنام "۔۔۔۔ کھلی چٹھی " شائع کر دیا

گیا۔ ہنگامی فضا نے تجربہ پسندی کے جذبہ کو مہمیز کیا۔ اور صحابہ کرام کی جذبۂ کرامت کا تماشہ دیکھنے کے لئے لوگ بے تاب تھے المختصر وہ دن آگیا جب اس بے بنیاد اعتراض کے مویدین کو ابدی شرمندگی کا منہ دیکھنا تھا۔ میدان امتحان میں ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے وقت مقررہ سے پہلے ہی مجمع چھلکنے لگا۔ ۵ بجے شام جلسہ منعقد ہوا۔ حافظ کفایت حسین صاحب تشریف لے آئے۔ جلسہ کے صدر مولوی محمد شاہ صاحب حنفی مقرر تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر بڑی شان سے اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ اہل سُنّت کے حافظ کثیر تعداد میں شریک جلسہ تھے۔ شاید ہی ضلع سیالکوٹ کا کوئی حافظ ہو جو موجود نہ ہو۔ باقی حضرات یعنی آنکھوں والے ہاتھوں میں قرآن لئے ممتحن کی حیثیت سے حیرت اور استعجاب کے ملے جُلے جذبات سے امتحان لینے کے شوق اور نتیجہ کے اشتیاق سے جلسہ کے شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے اکثر سُنّی حضرات یکے یقین کے ساتھ مولویوں کے یقین دلانے پر اس زعم میں تھے کہ شیعہ حافظ قرآن نہیں سُنا سکے گا۔ شیعہ بھی خدا سے دُعا مانگ رہے ہوں گے کہ عزّت رہ جائے۔ اس لئے کہ بڑے سے بڑا حافظ بھی مشابہ الفاظ و آیات میں محتاج لقمہ ہو جاتا ہے پھر امتحان تو امتحان ہی ہوتا ہے کثیر التعداد مخالف مجمع کا بھی نفسیاتی اثر ہوتا ہے مگر حافظ صاحب قبلہ اپنے مقدس چہرہ پر

نورانی مسکراہٹ سے کہ وقار و اطمینان مجسم بنے بیٹھے تھے شیعوں کا اس اعتراض کے مقابلہ کے لئے جم کر مقابلہ کرنا اور پھر آج بھرے مجمع میں قبلہ حافظ صاحب کا تبسم خیز اطمینان سے جلال و جمال کی پوری تابانیوں سے امتحان کے لئے تیار ہونا مخالفین کے اہل نظر کے لئے اپنی شکست کا اعتراف تھا۔ کاش کوئی تجویز سوجھ جائے اور امتحان کا معاملہ ٹل جائے۔ ہاتھ پاؤں مارے۔ معاملہ کا رخ بدل جائے۔ بساط مناظرہ کا ایک مہرہ بڑھایا کہ اس قرآن پر تو تمہارا ایمان نہیں۔ کونسا قرآن سنائے گے۔ مگر سید عنایت علی شاہ بھی کچی گولیاں نہیں کھیلے تھے فوراً اعلان کیا کہ مولوی صاحب جو قرآن تم کہو گے وہی سنائیں گے غرضیکہ جال میں پھنسے ہوئے معترض کو نکلنے نہیں دیا۔ پبلک نے غلط بحث کو ناپسند کیا۔ سید عنایت علی شاہ صاحب کامیاب ہو گئے اور حافظ صاحب قبلہ نے پارہ پڑھنا شروع کیا۔ اس اعلان کے ساتھ کہ ۱۱ منٹ میں پورا پارہ ختم کروں گا۔ خدا معلوم گھڑیاں ان کے قبضے میں تھیں۔ ۱۱ منٹ میں پارہ ختم کیا۔ پبلک نے اصرار کیا کہ اس تیز رفتاری سے ہم آپ کے ساتھ چل نہیں سکتے۔ دوسرا پارہ ۱۳ منٹ میں ختم کیا۔ اور ایک گھنٹے میں ۵ پارے سنا دیئے۔ اس انداز سے کہ نہ کوئی ابہام ہوا دنیا عش عش کر اٹھی۔ قراءت تجوید ہر پہلو سے حیرت انگیز اور لطف بالائے لطف یہ کہ پہلے سے جتنے منٹ میں پارہ ختم کرنے کا

اعلان کیا۔ سیکنڈوں کے حساب سے اتنے ہی وقت میں ختم کیا
پانچ پاروں کے بعد کچھ توقف کرنے کے لئے حافظ صاحب کی
خدمت میں عرض کیا گیا۔ اس وقفہ میں جناب نے ایک مختصر سی
تقریر میں فرمایا کہ میں اس بات پر نازاں نہیں ہوں کہ مجھے کلام
مجید حفظ ہے کیونکہ محض حفظ الفاظ حروف پر اترانا اور فخر و مباہات
کرنا عقلائے زمانہ کے نزدیک تحصیل حاصل اور بے سود ہے۔
البتہ قرآن حکیم کے حفظ کے ساتھ اگر علوم فرقان نکات کلام
الٰہی رموز و معارف صحیفہ ربانی کے متعلقہ علوم کی معرفت ہو
تو سبحان اللہ۔!

غرضیکہ آج کے جلسہ کے اختتام پر اعلان کیا گیا کہ باقی پارے
آئندہ دو دنوں میں اسی وقت اسی مقام پر سنائے جائیں گے
دوسرے دن حاضرین کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہو گیا حسب
سابق صدر جلسہ کی اجازت سے کاروائی شروع ہوئی۔ حافظ صاحب
قبلہ تلاوت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو حاضرین جلسہ نے یک زبان ہو کر
باآواز بلند کہہ دیا کہ فی الواقعہ یہ حافظ قرآن ہیں کون اندھا بے عقل
ہو گا جو ان کو حافظ تسلیم نہ کرے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر
سیالکوٹی جو حسب سابق آج بھی اسٹیج پر کرسی نشین تھے انھوں
نے بھی بہانگ دہل پبلک کی آواز پر صاد کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ
ان کے حافظ قرآن ہونے میں شک نہیں۔ شیعہ حضرات کہ اصرار

اور حافظ صاحب قبلہ کے کہنے کے باوجود پبلک نے کہا کہ حافظ صاحب قبلہ کو مزید تکلیف دینے کی ضرورت بالکل نہیں۔ بے شک وشبہ وہ حافظ قرآن ہیں اور عالم بے بدل ہیں ہم اعلان کرتے ہیں اور لکھ کر دینے کو تیار ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے حسب ذیل تحریر لکھ کر دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ہم نے جناب حافظ کفایت حسین صاحب کا قرآن شریف حفظ سنا۔ پانچ پارے پہلے انھوں نے سنائے ان سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ حافظ قرآن کریم ہیں۔

عبدہٗ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

۱۴ / جولائی ۱۹۲۵ء

تحریر جناب صدر جلسہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلی الہ الحسینؑ والطاہرین۔

خاکسار کے زیر صدارت جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب نے تمام مجمع میں پانچ پارے سنانے سے عام پبلک اور علمائے کرام کو یقین دلا دیا ہے کہ وہ واقعی قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے تسلیم کر لیا ہے کہ مولوی حافظ کفایت حسین صاحب کے حافظ قرآن ہونے میں ظاہرًا

کوئی امر مانع نظر نہیں آتا۔ میں بھی تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی حافظ
کفایت حسین صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کے حافظ قرآن ہیں اور
من حیث الحفظ خواص سے کم نہیں۔ صاحب موصوف نے
عام مجمع میں پانچ پارے سنائے اور ایک گھنٹہ سے ایک منٹ
بھی زیادہ نہ ہونے دیا۔ آپ کی قرات نے آپ کے حافظ قرآن
ہونے کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
احقر سید محمد شاہ حنفی الحسنی مولوی فاضل منشی فاضل
سیالکوٹ ۱۲ جولائی ۱۹۲۵ء

یہ کاروائی اخبار درنجف میں تفصیل سے ۱۵/۲۵ اگست ۱۹۲۵ء
جلد ۳ میں شائع کردی گئی حافظ صاحب قبلہ کی علمی تقریروں
کے ساتھ اس حفظ قرآن کے کامیاب امتحان کے بعد اور انجمن
اثنا عشری سیالکوٹ کے متواتر تبلیغی اجلاس کا اثر یہ نکلا کہ ضلع
سیالکوٹ میں شیعہ تبلیغ سیل رواں کی طرح پھیل گئی گاؤں
کے گاؤں شیعہ ہو گئے۔ خصوصاً سادات جو دبے ہوئے تھے نکلکر
آغوش شیعیت میں آگئے اللھم زد فزد۔

تحریری تفصیلات مہیا کرنے کے لئے ادارہ پیام عمل محترم المقام ملک
ممتاز حسین صاحب ایڈوکیٹ اور مجاہد ملت سید طالب علی شاہ صاحب
کا ممنون احسان ہے (بحوالہ پیام عمل لاہور جون جولائی ۱۹۶۸ء)

دُنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے اہم ترین تراجم کب اور کس نے کئے؟

۱۔ لاطینی :۔

یورپی لاطینی زبان میں سب سے پہلے قرآن پاک کا ترجمہ کلونی (فرانس) کے ایک راہب "پطرس ترانبس" نے شروع کیا وہ چند ہی پارے لاطینی زبان میں ترجمہ کر پایا تھا کہ سنہ ۱۱۵۶ء میں اس کا انتقال ہو گیا بعد میں قرآن پاک کے اس ترجمے کو ایک انگریز "رابرٹ اوریٹیلیا" اور ایک جرمن "ہرمنادر" نے سنہ ۱۲۴۳ء یا سنہ ۱۱۴۳ء میں کیا لیکن اس کے بعد بھی یہ ترجمہ چار صدیوں تک ایک خانقاہ میں بند پڑا رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۵۴۳ء میں "تھیوڈو ڈوبیلی انڈو" نے پہلی بار اسے سوئٹزرلینڈ سے شایع کیا۔ یہی ترجمہ بعد میں مختلف زبانوں مثلاً اطالوی، جرمن اور ڈچ وغیرہ میں شائع ہوئے۔ اس ترجمے کا دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۵۵۰ء میں اور تیسرا ایڈیشن سنہ ۱۷۲۱ء میں شایع ہوئے۔ لاطینی زبان میں ایک اور ترجمہ سنہ ۱۶۹۸ء میں اٹلی سے شایع ہوا جو مراکش کے ایک پادری لیوس نے کیا تھا تیسرا ترجمہ جسٹس فریڈرکیس نے سنہ ۱۷۶۷ء میں کیا۔

۲۔ فرانسیسی :۔ فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا سب سے

پہلا ترجمہ ایک مسیحی "ایم انڈرلوڈو دراٹر" نے سنہ ۱۶۴۷ء میں مکمل کرکے پیرس سے شائع کروایا۔ اس کے بعد سنہ ۱۶۵۱ء سنہ ۱۶۶۹ء اور سنہ ۱۶۷۳ء میں لاہائی کے مقام سے فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کے ترجمے شائع ہوئے۔ اسی طرح سنہ ۱۹۲۳ء میں برلن سے ایک فرانسیسی ترجمہ شائع ہوا۔

۳۔ یونانی:۔

یونانی زبان میں قرآن پاک کا صرف ایک ترجمہ ہوا جو "نیڈسیاکی" نے سنہ ۱۸۸۰ء میں کیا اور ایتھنز سے شائع کیا بعد میں سنہ ۱۸۸۶ء اور سنہ ۱۹۲۹ء میں اس کے دو ایڈیشنز شائع ہوئے۔

۴۔ عبرانی:۔

سترھویں صدی میں عبرانی زبان میں قرآن پاک کے صرف تین ترجموں کا پتہ چلتا ہے۔ پہلا ترجمہ "یعقوب بن اسرائیل" نے لاطینی سے عبرانی میں کیا جو کہ سنہ ۱۶۳۲ء میں فوت ہوئے۔ دوسرا ترجمہ "ہرمن رکنڈروف" کا جو سنہ ۱۹۲۷ء میں لیپزگ سے طبع ہوا۔ اور تیسرا ترجمہ "فلین" کا جو سنہ ۱۹۳۲ء میں بیت المقدس سے شائع ہوا۔

۵۔ اطالوی:۔

اطالوی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ "انڈریا ارادی ہبینی" نے کیا جو سنہ ۱۵۴۷ء میں شائع ہوا۔ اس کے ٹھیک تین سو سال بعد "کانزدو" کا اطالوی ترجمہ سنہ ۱۸۴۷ء میں چھپا۔ تیسرا اہم ترجمہ "بلینر" نے کیا جو پہلی بار سنہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ اور بعد ازاں اس کے دو ایڈیشن سنہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں "بوالنسی" نے فرانسیسی نسخے کو سامنے رکھ کر اسے اطالوی میں منتقل کیا اس طرح "فردجو" کا ترجمہ

سنہ ۱۹۲۸ء میں باری سے اور "لوطلی" کا ترجمہ سنہ ۱۹۲۹ء میں میلان سے شائع ہوا۔

۶۔ ہسپانوی:-

ہسپانوی زبان میں پہلا قاعدہ ترجمہ "ڈی ردلس" نے سنہ ۱۸۴۲ء میں کیا جو میڈرڈ میں شائع ہوا۔ دوسرا ترجمہ سنہ ۱۸۶۷ء میں "آرٹرز" نے بارسلونا سے چھپوایا۔ اسی طرح "برجیونڈو" کا ترجمہ میڈرڈ سے سنہ ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں بارسلونا سے ہسپانوی زبان میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں "کاوٹہ" نے میڈرڈ سے ایک ترجمہ شائع کرایا۔ جس کے سنہ ۱۹۳۱ء اور سنہ ۱۹۳۶ء میں دو مزید ایڈیشن شائع ہوئے۔

۷۔ ڈنیچ:-

ڈنیچ زبان میں پہلا ترجمہ "ستوگر" نے سنہ ۱۶۴۱ء میں کیا جسے ہمبرگ سے طبع کرایا گیا۔ سنہ ۱۶۵۸ء میں "گارلسماٹرہ" نے لیڈن سے اپنا ترجمہ شائع کیا۔ جس کا دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۷۹۹ء میں طبع ہوا۔ تیسرا ترجمہ "لفس" کا۔ مطبوعات باقیات سنہ ۱۸۵۹ء کلیے چوتھا ترجمہ "ڈاکٹر کریز" نے سنہ ۱۸۶۰ء میں ہارلم سے شایع کیا۔ جسکے بعد ازاں تین ایڈیشن سنہ ۱۸۷۸ء سنہ ۱۹۰۵ء اور سنہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئے۔

۸۔ ارمنی:-

آرمنی زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ "امیر خانیاٹ" نے کیا جو پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۱۹ء میں اورنہ سے شائع ہوا۔ جس کا دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۹۲۵ء میں طبع ہوا۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں "لانزنہ" اور سنہ ۱۹۱۲ء میں

ادرنہ "کوربلیان"، کے ترجمے شائع ہوئے۔

۹۔ بوہیمیہ:۔

بوہیمیہ زبان میں پہلا ترجمہ "فلی" کا ہے جو پراگ سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔ دوسرا ترجمہ "نیکل" کا ہے جو پراگ ہی سے ۱۹۳۴ء میں طبع ہوا۔

۱۰۔ جاوی:

جاوی زبان میں پہلا ترجمہ "نیادیا" کا ہے جو ۱۹۰۳ء میں سماٹرا سے شائع ہوا۔ دوسرا ترجمہ "سمارنگ" نے کیا جو ۱۹۱۳ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ ۱۹۱۳ء "نغزیا"، نے جاوی زبان میں ترجمہ کیا۔

۱۱۔ انگریزی:۔

۱۶۴۸ء میں انگریزی زبان میں قرآن پاک کا سب سے پہلا ترجمہ "لیٹن"، نے کیا جسے نظر ثانی کے بعد "راڈویل" نے ۱۶۶۹ء میں لندن سے شائع کیا۔ جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۶۸۸ء میں اور تیسرا ایڈیشن ۱۸۰۶ء میں امریکہ سے شائع ہوا۔ "جارج سیل"، کا ترجمہ لندن سے ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔ جو نہایت مقبول ہوا اور بعد دیگرے اس کے چھبیس ۲۶ ایڈیشن شائع ہوئے۔ "روڈویل"، کا ترجمہ پہلی مرتبہ لندن سے ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں اس کے چھ ایڈیشن شائع ہوئے جن میں سے ایک ایڈیشن ۱۹۰۹ء میں امریکہ میں طبع ہوا۔ "پامر" کا ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۸۸۰ء میں آکسفورڈ سے دو جلدوں میں شائع ہوئے اور ان کے تین ایڈیشن ۱۹۰۵ء و ۱۹۲۸ء اور ۱۹۲۹ء میں لندن سے شائع ہوئے ۱۹۰۹ء میں اس کا ایک ایڈیشن امریکہ سے بھی شائع ہوا۔

ڈاکٹر محمد عبدالحکیم پہلے مسلمان تھے جنہوں نے ۱۹۰۵ء میں اپنا انگریزی ترجمہ شائع کرایا۔ مرزا ابوالفضل کا ترجمہ ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء میں الٰہ آباد سے عربی متن کے ساتھ شائع ہوا جو نہایت مقبول ہوا۔ ۱۹۱۵ء میں احمدیہ جماعت کی انگریزی تفسیر جو پہلے پارے پر مشتمل تھی شائع ہوئی۔ ۱۹۱۸ء میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ایک ترجمہ مع حواشی و تفسیر شائع ہوا جو بے پناہ مقبول ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں "مرزا حیرت دہلوی" کا انگریزی ترجمہ مع حواشی اور تفسیر شائع ہوا۔ ۱۹۳۰ء میں غلام سرور کا انگریزی ترجمہ آکسفورڈ سے شائع ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں "علامہ عبداللہ یوسف علی" کا انگریزی ترجمہ لاہور سے طبع ہوا حال ہی میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی شہرۂ آفاق "تفہیم القرآن" کا انگریزی ترجمہ (جلد اول) محمد اکبر نے لاہور سے شائع کرایا۔

۱۲۔ چینی:۔

چینی زبان ۱۹۲۳ء میں ایک ترجمہ "لوین جودھا جرجنز" سے شائع کرایا۔ ۱۹۲۶ء میں ایک غیر مسلم چینی نے "راڈویل" کے انگریزی کا ترجمہ کو چینی زبان میں منتقل کیا۔ تیسرا ترجمہ "چن چاک" کا ۱۹۳۰ء میں شنگھائی سے طبع ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں ایک اور ترجمہ "یادمن حق جنگ" نے شائع کیا۔ آخری ترجمہ ۱۹۲۷ء میں "ٹی چنگ" نے چھپوایا۔ اس کے بعد چینی زبان میں قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شائع نہیں ہوا۔

۱۳۔ ہندی:۔

ہندی زبان میں ڈاکٹر احمد شاہ اور مصور فطرت خواجہ حسن نظامی

کے ترجمے بہت مشہور ہیں۔ حال ہی میں رام پور سے ایک ترجمہ مکتبہ کا نتی نے شائع کیا ہے۔

۱۴۔ عواجن انیہ:۔

عواجن انیہ میں سب سے پہلا ترجمہ "حافظ عبدالرشید" نے ۱۳۰۶ء میں دہلی سے شائع کرایا۔ جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۱۱ء میں نکلا۔
دوسرا ترجمہ عبدالقادر بن لقمان نے کیا جو ۱۸۶۴ء میں بمبئی سے شائع ہوا۔ محمد اصفہانی کا ترجمہ بمبئی سے ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا ۱۹۰۳ء میں غلام علی کا ترجمہ طبع ہوا۔

۱۵۔ بنگالی:۔

بنگالی زبان میں پہلا ترجمہ "شاہ رفیع الدین" کے ترجمے کی مدد سے ۱۲۷۹ء میں شائع ہوا۔ ۱۸۹۹ء میں "نعیم الدین" کا بنگالی ترجمہ شائع ہوا ۱۹۱۰ء میں "ابن محمد عبدالحق" کا ترجمہ شائع ہوا۔ اسی طرح ۱۹۰۸ء میں "محمد العاک" کا ترجمہ شائع ہوا جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۰ء میں منظر عام پر آیا اسی طرح بنگالی زبان میں ترجمہ مع متن "ریورنڈ ولیم گولڈ سیک" نے کیا یہ ترجمہ بین السطور میں ہے اور بے شمار حواشی مسیحی نقطہ نظر سے کئے گئے ہیں۔ بنگالی زبان میں ایک اور ترجمہ "مولانا عباس علی" کا ہے۔ بنگالی زبان میں کل ۴۲ تراجم شائع ہوئے ہیں جن میں پندرہ مکمل اور ۲۷ جزوی ہیں۔

۱۶۔ اُردو:۔

اُردو زبان میں قرآن پاک کے بے شمار ترجمے شائع ہوئے جن میں غالباً سب سے پہلا ترجمہ "حضرت شاہ عبدالقادرؒ" نے ۱۲۰۵ھ میں کیا دیگر

ترجمے۔ مولانا شاہ رفیع الدینؒ، مولانا نذیر احمد دہلوی، مولانا ابوالکلام آزاد مولانا اشرف علی تھانوی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مولانا خواجہ حسن نظامیؒ، مولانا فتح محمد جالندہری، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ مولانا حافظ فرمان علی۔ مولانا مقبول احمد صاحب۔ مولانا ظفر حسن صاحب مولانا محمد حسین جاڑا۔ حکیم مجاور حسین حسینی۔ سرکار سید العلما سید علی نقی صاحب کے ترجموں کو بلند مقام حاصل ہے۔

۱۷۔ سندھی:۔

قرآن مجید کا قدیم ترین ترجمہ سندھی زبان میں ۲۷۰ھ میں الور کے "راجہ مہروق بن رائق کی خواہش پر ایک عراقی نے کیا تھا۔ یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ ترجمہ مقامی سندھی زبان میں یا علمی سنسکرت زبان میں ہوا تھا۔ بہر نوع یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ سندھی میں ہوا۔

۱۸۔ پولینڈ:۔

قرآن پاک کا ترجمہ پولینڈ میں "بر سٹکیفو" نے کیا جو ۱۸۵۸ء میں وارسا سے شائع ہوا۔

۱۹۔ پرتگالی:۔

پرتگالی میں فرانسیسی کی مدد سے ۱۸۸۲ء میں ترجمہ ہوا۔

۲۰۔ سرویائی:۔

سرویائی میں "میکولو بیرالٹش" نے ترجمہ کر کے ۱۸۹۵ء میں بلگریڈ سے شائع کرایا۔

۲۱۔ ڈنمارکی۔ ڈنمارکی زبان میں پہلا ترجمہ "بیڈرسن"

نے ۱۹۱۹ء میں اور دوسرا "بہل" نے ۱۹۲۱ء میں کوپن ہیگن سے شائع کیا۔

۲۲۔ رومانی:۔

رومانی میں "ایولیکل" نے ۱۹۱۲ء میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا۔

۲۳۔ روسی:۔

روسی زبان میں صرف ایک ترجمہ ۱۷۷۶ء میں "سینٹ پیٹرز" نے کیا۔

۲۴۔ فارسی:۔

فارسی زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا برصغیر میں فارسی کا پہلا ترجمہ "حضرت شاہ ولی اللہؒ" نے ۱۷۳۷ء میں کیا۔

۲۵۔ پشتو:۔

پشتو کی پہلی تفسیر "مولانا مراد علی" نے غالباً ۱۳۱۹ء میں طبع کرایا۔

۲۶۔ ترکی:۔

ترکی میں سب سے مکمل ترجمہ "ترجمۃ القرآن" ہے جو ابراہیم علمی نے طبع کرایا۔

۲۷۔ سویڈش:۔

سویڈش زبان میں "ٹا نبرک" نامی ایک شخص نے ۱۸۷۴ء میں کیا۔

۲۸۔ جرمنی:۔

جرمنی زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی

"مارٹن لوتھر" نے کیا۔

۲۹۔ ارگوانی:۔

ارگوانی میں پندرہویں صدی میں "جان انڈریو" نے جو اپنڑالڈ کا باشندہ تھا۔ قرآن پاک کا ارگوانی زبان میں ترجمہ کیا۔

۳۰۔ گجراتی:۔

گجراتی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ سب سے پہلے "حاجی غلام علی حاجی اسمٰعیل رحمانی" نے منتقل کیا۔

۳۱۔ برمی:۔

برمی زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ جناب احمد اللہ نے کیا۔

۳۲۔ مرہٹی:۔

مرہٹی زبان میں پہلا ترجمہ "حکیم صوفی میر محمد یعقوب خاں" نے کیا۔

۳۳۔ تلنگی:۔

تلنگی زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ "نارائن راؤ ایم، اے ایل ٹی" نے کیا۔

۳۴۔ ملیالم:۔

ملیالم زبان میں پہلا ترجمہ "ایس این کرشن راؤ بی۔اے" نے کیا۔

اردو کی مشہور تفاسیر اور اس کے مصنف

نام تفسیر	مصنف
۱۔ تفسیر موضح القرآن	شاہ عبدالقادر

نام تفسیر	مصنف
۲- تفسیر حسینی	ملا حسین کاشفی
۳- ترجمان القرآن	مولانا ابوالکلام آزاد
۴- تفسیر بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی
۵- تفسیر جواہر القرآن	مولانا غلام اللہ خاں
۶- تفسیرات احمدیہ	ملا احمد امیٹھوی جیون
۷- تفسیر کشف الرحمٰن	مولانا سعید احمد
۸- معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع
۹- تفہیم القرآن	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
۱۰- تفسیر عزیزی	مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی
۱۱- تفسیر ماجدی	مولانا عبدالماجد دریا آبادی
۱۲- تفسیر عثمانی	شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی
۱۳- مجموعہ تفسیر فراہی	مولانا حمید الدین فراہی
۱۴- تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ
۱۵- تدبر القرآن	مولانا امین احسن اصلاحی
۱۶- تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر دمشقی
۱۷- تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں
۱۸- تفسیر معالم القرآن	محمد علی صدیقی کاندھلوی
۱۹- تفسیر حقانی	علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی
۲۰- تفسیر ثنائی	مولانا ثناء اللہ امرتسری
۲۱- تفسیر مواہب الرحمٰن	سید امیر علی۔

نام تفسیر	مصنّف
۲۲۔ تفسیر انوار النجف	مولانا محمد حسین جاڑا۔
۲۳۔ تفسیر قرآن	مولانا ظفر حسن امروہوی
۲۴۔ تفسیر قرآن	مولوی مقبول احمد
۲۵۔ تفسیر قرآن	سرکار سید العلماء سید علی نقی صاحب قبلہ

قرآن الحکیم کے متعلق اہم معلومات

رموزِ قرآن مجید

قرآن حکیم میں کل ۳۰ پارے ہیں

نام تیس ۳۰ پارے

(۱) الٓمٓ (۲) سیقول (۳) تلک الرسول (۴) لن تنالوا
(۵) والمحصنٰت (۶) لایحب اللّٰہ (۷) واذا سمعوا (۸) ولو اننا
(۹) قال الملاء (۱۰) واعلموآ (۱۱) یعتذرون (۱۲) ومامن دآبّۃ
(۱۳) وما ابرئ (۱۴) ربما (۱۵) سبحٰن الذی (۱۶) قال الم

(۱۷) اقترب للناس (۱۸) قد افلح (۱۹) وقال الذین (۲۰) امن خلق
(۲۱) اتل ما اوحی (۲۲) ومن یقنت (۲۳) ومالی (۲۴) فمن اظلم
(۲۵) الیہ یرد (۲۶) حٰم (۲۷) قال فما خطبکم (۲۸) قد
سمع اللہ (۲۹) تبارک الذی (۳۰) عم۔

کل تعداد کلمات ۸۶۴۳۰ + کل تعداد حروف ۳۲۱۲۶۵
قرآن کی کل مدت نزول تقریباً ۲۲ سال ۵ ماہ
(لیکن بہت سی کتابوں میں ۲۳ سال لکھی ہوئی ہے)
(مختلف کتابوں میں ۲۲ سال ۵ ماہ ۱۴ دن یا ۲۳ سال)

کل رکوع	۵۴۰	پارے	۳۰
کل آیات	۶۶۶۶	منزلیں	۷
سورتیں	۱۱۴	سجدے	۱۴

حروف مقطعات ۱۴

تا منازل کی تقسیم	سورتیں	رکوع	آیات
۱۔ سورۃ فاتحہ تا سورۃ النساء	۴	۸۵	۶۶۹
۲۔ " مائدہ " توبہ	۵	۸۶	۶۹۵
۳۔ " یونس " نحل	۷	۶۸	۶۶۵
۴۔ " بنی اسرائیل " فرقان	۹	۷۶	۹۰۳
۵۔ " شعراء " یٰسین	۱۱	۷۲	۸۵۶
۶۔ " والصّٰفّٰت " حجرات	۱۳	۶۶	۸۴۲
۷۔ " قٓ " الناس	۶۵	۱۰۵	۱۴۰۴

(۳)

تفصیلِ حروفِ قرآن

ا	۴۸۸۷۲	ب	۱۲۲۸	ت	۱۱۹۹
ث	۱۲۷۶	ج	۳۲۷۳	ح	۹۷۳
خ	۲۴۱۶	د	۵۶۴۲	ذ	۴۶۹۷
ر	۱۱۷۹۳	ز	۱۵۹۰	س	۵۸۹۱
ش	۲۲۵۳	ص	۲۰۱۳	ض	۱۶۰۷
ط	۱۲۷۴	ظ	۸۴۲	ع	۹۲۲۰
غ	۲۲۰۸	ف	۸۴۹۹	ق	۶۸۱۳
ک	۹۵۲۲	ل	۳۴۳۲	م	۶۵۳۵
ن	۶۵۹۰	و	۲۵۵۳۶	ہ	۱۹۰۷۰
لا	۳۷۲۰	ء	۳۱۱۵	ی	۲۵۹۱۹

(۴)

کُل حرکات (اعراب)

(۱) فتحات	(زبر)	ـَـ	۵۳۲۴۳
(۲) کسرات	(زیر)	ـِـ	۳۹۵۸۲
(۳) ضمات	(پیش)	ـُـ	۸۸۰۴
(۴) مدات	(~)		۱۷۷۱
(۵) تشدید	(شدّ)	ـّـ	۱۲۷۴
(۶) نقاط	(نقطے)	ـ٠ـ	۱۰۵۶۸۴

۵

سجدہ ہائے تلاوت!

متفق علیہ ———— ۱۴ مقامات
اختلافی ———— ۱ مقام

اقسام آیات

آیات	وعدہ	۱۰۰۰
"	وعید	۱۰۰۰
"	نہی	۱۰۰۰
"	امر	۱۰۰۰
"	مثال	۱۰۰۰
"	تحلیل	۲۵۰
"	تحریم	۲۵۰
"	تسبیح	۱۰۰
"	متفرق	۶۶
جملہ		۶۶۶۶

(۶)

مکی و مدنی سورتوں کی تعداد

جو سورتیں بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہیں ان کی تعداد

۶۵ ہے اور جو بالاتفاق مدینہ میں نازل ہوئیں ان کی تعداد ۱۸ ہے اور جن سورتوں کے مقام نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کی تعداد ۳۱ ہے۔

مکی (متفق علیہ)	۶۵
مدنی (" ")	۱۸
مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں اختلاف	۳۱

کلُ تعداد :۔ ۱۱۴ سورتیں

(۷)

سورہ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ

اس سورہ کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی جاتی اس کے متعدد وجوہ مفسرین نے بیان کی ہیں جن میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ مگر صحیح بات وہی ہے جو امام رازی نے لکھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے آغاز میں بسم اللہ نہیں لکھوائی تھی۔
(تفہیم القرآن)

قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں میں سے صرف یہی سورت ہے جسکے شروع میں بسم اللہ درج نہیں۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں جب قرآن اپنی بالکل آخری شکل میں مرتب ہونے لگا تو اس سورت باب

میں صحابہ میں اختلاف پیدا ہوا کہ آیا یہ مستقل سورت ہے یا سورت انفال کا جزء۔ دوسری سورتوں کی طرح اس سورت میں بسم اللہ کی تصریح رسول اللہ صلعم سے نہ پائی گئی۔ حضرت عثمان رضی نے یہ فیصلہ کرکے دونوں احتمالات کی رعایت کرلی اسے لکھا تو جائے بہ حیثیت مستقل سورت کے البتہ اس کے اور اس کے ماقبل کے درمیان فصل بہ صورت بسم اللہ نہ چھوڑا جائے فقیہ ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رض کا یہ فیصلہ خود اس کی دلیل ہے کہ نص کی عدم موجودگی میں قیاس شرعی ایک مستقل حجت ہے چنانچہ انھوں نے سورہ براۃ کے مضمون کو سورہ انفال سے مشابہ پاکر ایک دوسرے سے ملحق کر دیا اور جب خود تدوین قرآن میں قیاس شرعی سے کام لیا گیا تو دوسرے مسائل کا ذکر ہی کیا۔

اور یہ حضرت علی رض سے منقول ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورہ رفع امان کے لئے آئی ہے۔ سو یہ علت نہیں بطور نکتہ کے ایک حکمت ہے۔ (اشرف علی تھانوی)

بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اہل عرب جب اپنے معاہدوں کو منسوخ کرتے تھے تو اس منسوخی کی تحریر میں بسم اللہ نہیں لکھتے تھے۔ سورۂ براءۃ میں بھی چونکہ معاہدہ کی منسوخی کا اعلان ہے اس لئے اس میں مذاق عرب کی رعایت رکھی گئی اور حضرت علی رض نے جب اسے پڑھ کر سنایا تو شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی۔

(تفسیر ماجدی)

نمبر ۸

نام سورہ اور اسمیں کتنے کلمات اور حروف استعمال ہوئے ہیں!

شمار نمبر	نام سورت	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۱	سورۂ فاتحہ	ستائیس (۲۷)	ایک سو چالیس (۱۴۰)
۲	سورہ بقرہ	چھ ہزار ایک سو اکیس (۶۱۲۱)	پچیس ہزار پانچسو (۲۵۵۰۰)
۳	سورۂ آل عمران	تین ہزار چار سو اسی (۳۴۸۰)	چودہ ہزار پانچسو بیس (۱۴۵۲۰)
۴	سورۂ نساء	تین ہزار پینتالیس (۳۰۴۵)	سولہ ہزار تیس (۱۶۰۳۰)
۵	سورۂ مائدہ	دو ہزار آٹھ سو بیالیس (۲۸۴۲)	بارہ ہزار چار سو چونسٹھ (۱۲۴۶۴)
۶	سورۂ انعام	تین ہزار ایک سو (۳۱۰۰)	بارہ ہزار نو سو پینتیس (۱۲۹۳۵)
۷	سورہ اعراف	تین ہزار تین سو پچیس (۳۳۲۵)	چودہ ہزار دس (۱۴۰۱۰)
۸	سورۂ انفال	ایکہزار پچھتر (۱۰۷۵)	پانچ ہزار اسی (۵۰۸۰)
۹	سورۂ توبہ	چار ہزار اٹھتر (۴۰۷۸)	دس ہزار چار سو اٹھاسی (۱۰۴۸۸)
۱۰	سورۂ یونس	ایکہزار آٹھ سو بتیس (۱۸۳۲)	نو ہزار ننانوے (۹۰۹۹)
۱۱	سورۂ ہود	ایکہزار سو (۱۱۰۰)	نو ہزار پانچسو سڑسٹھ (۹۵۶۷)
۱۲	سورۂ یوسف	ایکہزار چھ سو (۱۶۰۰)	سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ (۷۱۶۶)
۱۳	سورۂ رعد	آٹھ سو پچپن (۸۵۵)	تین ہزار پانچسو چھ (۳۵۰۶)
۱۴	سورۂ ابراہیم	آٹھ سو اکسٹھ (۸۶۱)	تین ہزار چار سو چونتیس (۳۴۳۴)
۱۵	سورۂ حجر	چھ سو چون (۶۵۴)	دو ہزار سات سو ساٹھ (۲۷۶۰)

شمار	نام سورت	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۱۶	سورۂ نحل	دو ہزار آٹھ سو چالیس (۲۸۴۰)	سات ہزار سات سو سات (۷۷۰۷)
۱۷	سورۂ بنی اسرائیل	پانچ سو تینتیس (۵۳۳)	تین ہزار چار سو ساٹھ (۳۴۶۰)
۱۸	سورۂ کہف	پندرہ سو ستتر (۱۵۷۷)	چھ ہزار تین سو ساٹھ (۶۳۶۰)
۱۹	سورہ مریم	سات سو اسی (۷۸۰)	تین ہزار سات سو اسی (۳۷۸۰)
۲۰	سورۂ طٰہٰ	ایک ہزار چھ سو اکتالیس (۱۶۴۱)	پانچ ہزار دو سو بیالیس (۵۲۴۲)
۲۱	سورۂ انبیاء	ایک ہزار ایک سو چھیاسی (۱۱۸۶)	چار ہزار آٹھ سو نوے (۴۸۹۰)
۲۲	سورۂ حج	ایک ہزار دو سو اکانوے (۱۲۹۱)	پانچ ہزار پچھتر (۵۰۷۵)
۲۳	سورۂ مومنون	ایک ہزار آٹھ سو چالیس (۱۸۴۰)	چار ہزار آٹھ سو دو (۴۸۰۲)
۲۴	سورہ نور	ایک سو بیالیس (۱۳۲)	چھ سو اکتالیس (۶۴۱)
۲۵	سورہ فرقان	آٹھ سو بانوے (۸۹۲)	تین ہزار سات سو تین (۳۷۰۳)
۲۶	سورہ شعراء	ایک ہزار دو سو اناسی (۱۲۷۹)	پانچ ہزار پانچ سو چالیس (۵۵۴۰)
۲۷	سورۂ نمل	ایک ہزار تین سو سترہ (۱۳۱۷)	چار ہزار سات سو ننانوے (۴۷۹۹)
۲۸	سورۂ قصص	چار سو اکتالیس (۴۴۱)	پانچ ہزار آٹھ سو (۵۸۰۰)
۲۹	سورۂ عنکبوت	نو سو اسی (۹۸۰)	چار ہزار ایک سو پینسٹھ (۴۱۶۵)
۳۰	سورۂ روم	آٹھ سو انیس (۸۱۹)	تین ہزار پانچ سو چونتیس (۳۵۳۴)
۳۱	سورۂ لقمان	پانچ سو اڑتالیس (۵۴۸)	دو ہزار ایک سو دس (۲۱۱۰)
۳۲	سورہ سجدہ	تین سو اسی (۳۸۰)	ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ (۱۵۱۸)
۳۳	سورۂ سبا	آٹھ سو تینتیس (۸۳۳)	ایک ہزار پانچ سو بارہ (۱۵۱۲)
۳۴	سورۂ احزاب	ایک ہزار دو سو اسی (۱۲۸۰)	پانچ ہزار سات سو نوے (۵۷۹۰)
۳۵	سورۂ فاطر	نو سو ستر (۹۷۰)	تین ہزار ایک سو تیس (۳۱۳۰)

شمار	نام سورت	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۳۶	سورہ یٰسٓ	سات سو انتیس (۷۲۹)	تین ہزار (۳۰۰۰)
۳۷	سورہ والصّٰفّٰت	آٹھ سو ساٹھ (۸۶۰)	تین ہزار آٹھ سو چھبیس (۳۸۲۶)
۳۸	سورہ صٓ	سات سو بتیس (۷۳۲)	تین ہزار سرسٹھ (۳۰۶۷)
۳۹	سورہ زمر	ایکہزار ایک سو بہتر (۱۱۷۲)	چار ہزار نو سو آٹھ (۴۹۰۸)
۴۰	سورہ مومن	ایکہزار ایکسو ننانوے (۱۱۹۹)	چار ہزار نو سو ساٹھ (۴۹۶۰)
۴۱	سورہ حٰم السجدۃ	سات سو چھیانوے (۷۹۶)	تین ہزار تین سو پچیس (۳۳۲۵)
۴۲	سورہ شوریٰ	آٹھ سو ساٹھ (۸۶۰)	تین ہزار پانچسو اٹھاسی (۳۵۸۸)
۴۳	سورۂ زخرف	آٹھ سو اڑتالیس (۸۴۸)	تین ہزار چار سو (۳۴۰۰)
۴۴	سورہ دخان	تین سو چھیالیس (۳۴۶)	ایکہزار چار سو اکیس (۱۴۲۱)
۴۵	سورۂ جاثیہ	چار سو اٹھاسی (۴۸۸)	دو ہزار ایک سو اکیانوے (۲۱۹۱)
۴۶	سورۂ احقاف	چھ سو چوالیس (۶۴۴)	دو ہزار پانچسو پچانوے (۲۵۹۵)
۴۷	سورۂ محمدؐ	پانچسو اٹھاون (۵۵۸)	دو ہزار چار سو پچھتر (۲۴۷۵)
۴۸	سورۂ فتح	پانچسو اڑسٹھ (۵۶۸)	دو ہزار پانچ سو انسٹھ (۲۵۵۹)
۴۹	سورہ حجرات	تین سو تینتالیس (۳۴۳)	ایک ہزار چار سو چھتر (۱۴۷۶)
۵۰	سورہ قٓ	تین سو ستاون (۳۵۷)	ایکہزار چار سو چورانوے (۱۴۹۴)
۵۱	سورہ ذرایات	تین سو ساٹھ (۳۶۰)	ایکہزار دو سو انتالیس (۱۲۳۹)
۵۲	سورہ طور	تین سو بارہ (۳۱۲)	ایکہزار پانچسو (۱۵۰۰)
۵۳	سورہ نجم	تین سو ساٹھ (۳۶۰)	ایک ہزار چار سو پانچ (۱۴۰۵)
۵۴	سورہ قمر	تین سو بیالیس (۳۴۲)	ایکہزار چار سو تئیس (۱۴۲۳)
۵۵	سورۂ رحمٰن	تین سو اکیاون (۳۵۱)	ایکہزار چھ سو چھتیس (۱۶۳۶)

شمار	نام سورت	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۵۶	سورۂ واقعہ	تین سو اٹھتر (۳۷۸)	ایک ہزار سات سو تین (۱۷۰۳)
۵۷	سورۂ حدید	پانچ سو چوالیس (۵۴۴)	دو ہزار چار سو چھہتر (۲۴۷۶)
۵۸	سورۂ مجادلہ	چار سو تہتر (۴۷۳)	ایک ہزار سات سو بانوے (۱۷۹۲)
۵۹	سورۂ حشر	چار سو پینتالیس (۴۴۵)	ایک ہزار نو سو تیرہ (۱۹۱۳)
۶۰	سورۂ ممتحنہ	تین سو اڑتالیس (۳۴۸)	ایک ہزار پانچ سو دس (۱۵۱۰)
۶۱	سورۂ صف	دو سو اکیس (۲۲۱)	نو سو (۹۰۰)
۶۲	سورہ جمعہ	ایک سو اسی (۱۸۰)	سات سو بیس (۷۲۰)
۶۳	سورۂ منافقون	ایک سو اسی (۱۸۰)	نو سو چھہتر (۹۷۶)
۶۴	سورۂ تغابن	دو سو اکتالیس (۲۴۱)	ایک ہزار ستر (۱۰۷۰)
۶۵	سورۂ طلاق	دو سو انچاس (۲۴۹)	ایک ہزار ساٹھ (۱۰۶۰)
۶۶	سورہ تحریم	دو سو سینتالیس (۲۴۷)	ایک ہزار ساٹھ (۱۰۶۰)
۶۷	سورہ الملک	تین سو تیس (۳۳۰)	ایک ہزار تین سو تیرہ (۱۳۱۳)
۶۸	سورہ قلم	تین سو (۳۰۰)	ایک ہزار دو سو چھپن (۱۲۵۶)
۶۹	سورہ حاقہ	دو سو چھپن ۲۵۶ (۲۵۶)	ایک ہزار چار سو تیئس (۱۴۲۳)
۷۰	سورہ معارج	دو سو چوبیس (۲۲۴)	نو سو انتیس (۹۲۹)
۷۱	سورہ نوح	دو سو چوبیس (۲۲۴)	نو سو ننانوے (۹۹۹)
۷۲	سورہ جن	دو سو پچاسی (۲۸۵)	آٹھ سو ستر (۸۷۰)
۷۳	سورہ مزمل	دو سو پچاسی (۲۸۵)	آٹھ سو اڑتیس (۸۳۸)
۷۴	سورہ مدثر	دو سو پچپن (۲۵۵)	ایک ہزار دس (۱۰۱۰)
۷۵	سورۂ قیامہ	ایک سو ننانوے (۱۹۹)	چھ سو بانوے (۶۹۲)

شمار	نام سورہ	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۷۶	سورہ دہر	دو سو چالیس (۲۴۰)	ایک ہزار چون (۱۰۵۴)
۷۷	سورہ مرسلات	ایک سو اسی (۱۸۰)	آٹھ سو سولہ (۸۱۶)
۷۸	سورہ نبا	ایک سو تہتر (۱۷۳)	نو سو ستر (۹۷۰)
۷۹	سورہ النازعات	ایک سو ستانوے (۱۹۷)	سات سو ترپین (۷۵۳)
۸۰	سورہ عبس	ایک سو تیس (۱۳۰)	پانچسو تینتیس (۵۳۳)
۸۱	سورہ تکویر یا کورت	ایک سو چار (۱۰۴)	پانچسو تیس (۵۳۰)
۸۲	سورہ انفطار یا انفطرت	اسی (۸۰)	تین سو ستائیس (۳۲۷)
۸۳	سورہ مطففین	ایک سو انہتر (۱۶۹)	سات سو تیس (۷۳۰)
۸۴	سورہ انشقاق یا انشقت	ایک سو سات (۱۰۷)	چار سو تیس (۴۳۰)
۸۵	سورہ بروج	ایک سو نو (۱۰۹)	چار سو پینسٹھ (۴۶۵)
۸۶	سورہ الطارق	اکسٹھ (۶۱)	دو سو انتالیس (۲۳۹)
۸۷	سورہ الاعلیٰ	بہتر (۷۲)	دو سو اکیانوے (۲۹۱)
۸۸	سورہ غاشیہ	بانوے (۹۲)	تین سو اکیاسی (۳۸۱)
۸۹	سورہ والفجر	ایک سو انتالیس (۱۳۹)	پانچسو ستانوے (۵۹۷)
۹۰	سورہ بلد	بیاسی (۸۲)	تین سو بیس (۳۲۰)
۹۱	سورہ شمس	چون (۵۴)	دو سو سینتالیس (۲۴۷)
۹۲	سورہ الیل	اکہتر (۷۱)	تین سو دس (۳۱۰)

شمار	نام سورت	کلمات کی تعداد	حرف کی تعداد
۹۳	سورہ ضحیٰ	چالیس (۴۰)	ایک سو بہتر (۱۷۲)
۹۴	سورہ الم نشرح	ستائیس (۲۷)	ایک سو تین (۱۰۳)
۹۵	سورہ تین	چونتیس (۳۴)	ایک سو پانچ (۱۰۵)
۹۶	سورہ علق	بانوے (۹۲)	دو سو اسی (۲۸۰)
۹۷	سورہ القدر	تیس (۳۰)	ایک سو بارہ (۱۱۲)
۹۸	سورہ بینہ یا سورہ لم یکن	چورانوے (۹۴)	تین سو ننانوے (۳۹۹)
۹۹	سورہ اذا زلزلت یا سورہ زلزلہ	پینتیس (۳۵)	ایک سو انتالیس (۱۳۹)
۱۰۰	سورہ والعٰدیٰت	چالیس (۴۰)	ایک سو تریسٹھ (۱۶۳)
۱۰۱	سورہ القارعہ	چھتیس (۳۶)	ایک سو باون (۱۵۲)
۱۰۲	سورہ تکاثر	اٹھائیس (۲۸)	ایک سو بیس (۱۲۰)
۱۰۳	سورہ والعصر	چودہ (۱۴)	اڑسٹھ (۶۸)
۱۰۴	سورہ ہمزہ	تیس (۳۰)	ایک سو تیس (۱۳۰)
۱۰۵	سورہ الفیل	بیس (۲۰)	چھیانوے (۹۶)
۱۰۶	سورہ القریش	سترہ (۱۷)	تہتر (۷۳)
۱۰۷	سورہ الماعون	پچیس (۲۵)	ایک سو پچیس (۱۲۵)
۱۰۸	سورہ الکوثر	دس (۱۰)	بیالیس (۴۲)
۱۰۹	سورہ الکافرون	چھبیس (۲۶)	چورانوے (۹۴)
۱۱۰	سورہ نصر	سترہ (۱۷)	ستتر (۷۷)

شمار	نام سورت	کلمات کی تعداد	حروف کی تعداد
۱۱۱	سورۂ ابی لہب	بیس (۲۰)	ستّر (۷۰)
	سورۂ اخلاص	پندرہ (۱۵)	سینتالیس (۴۷)
	سورۂ فلق	تیئیس (۲۳)	چوہتر (۷۴)
	سورۂ الناس	بیس (۲۰)	اناسی (۷۹)

نمبر ۹
آیات قرآنی میں اسمائے محمدؐ

قرآن مجید کی جن آیات میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی اور اوصاف عالی کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے نیز نبی اور رسول کے علاوہ بھی جن اسماء کا اظہار ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) محمد (۲) احمد (۳) عبد اللہ (۴) شاھد (۵) بشیر (۶) نذیر (۷) مبشر (۸) مذکر (۹) عزیز (۱۰) رؤف (۱۱) رحیم (۱۲) امین (۱۳) مزمل (۱۴) مدثر (۱۵) منذر (۱۶) ھادی (۱۷) یٰسین (۱۸) رحمت (۱۹) نعمت (۲۰) طٰہٰ (۲۱) نور (۲۲) حق (۲۳) سراج منیر (۲۴) شھید (۲۵) داعی الی اللہ (۲۶) خاتم النبییّن (۲۷) نبی (۲۸) رسول (۲۹) عبدہٗ

عالم شباب
۱۹۳۱ء
عالم پیری
۱۹۶۳ء
علامہ حافظ کفایت حسین

ممتاز المدارس وزیر آباد ۔
(۵) حافظ شبیر محمد صاحب جبھو وال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ۔ ذاکر اہلبیت بھی ہیں ۔
(۶) حافظ غلام حیدر صاحب سابق مدرس جامعہ امامیہ ناظم آباد کراچی
(۷) حافظ سید ریاض حسین شاہ صاحب نقوی جوہر کالونی سرگودہا فی الحال مشہد مقدس میں زیر تعلیم ہیں ۔
(۸) حافظ منظر حسین صاحب ساکن موضع کشتیخین ضلع جھنگ
(۹) حافظ سید محمد ثقلین صاحب چک ۴۸ نزد قطب پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان ۔
(۱۰) حافظ ریاض حسین صاحب کھوکھر موضع ریتہ مٹہ کلاں تحصیل و ضلع جھنگ ۔
(۱۱) حافظ حشمت علی صاحب علی پور سیداں ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال ۔
(۱۲) حافظ راجہ محمد سبطین صاحب موضع لڑی ہڑیال تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم ۔
(۱۳) حافظ کریم بخش حیدری صاحب ستیر گڑھ ضلع ساہیوال
(۱۴) حافظ ظفر حسن گوندل صاحب موضع جولانہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
(۱۵) حافظ ظفر حسین صاحب موضع مانگووال تحصیل شاہ پور ضلع سرگودہا ۔
(۱۶) حافظ شوکت علی صاحب فی الحال ضلع ساہیوال میں کسی مقام پر موجود ہیں ۔

(۱۷) حافظ غلام رضا صاحب بستی رحمان ضلع ڈیرہ غازی خاں ڈاک خانہ کالا۔

(۱۸) حافظ سید منظور حسین شاہ صاحب موضع ڈھیری سیداں تحصیل پنڈ دادن خاں۔ ضلع جہلم۔

(۱۹) حافظ سید قمر علی صاحب موضع سیوا سادات تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔

(۲۰) قاری حافظ غلام شبیر صاحب موضع تھیر یال تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم۔

(۲۱) حافظ سید غلام مصطفےٰ صاحب ڈھیری سیّداں تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم۔

(۲۲) حافظ نذر حسین صاحب لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں۔

(۲۳) حافظ سید ممتاز حسین شاہ جلال پور کھاکھیاں تحصیل لودھراں ضلع ملتان۔

(۲۴) حافظ گوہر حسین صاحب لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں۔

(۲۵) حافظ سید محمد عباس صاحب موضع لبغرہ سیّداں تحصیل و ضلع راولپنڈی۔

● علاوہ بریں تقریباً دس طلبہ جماعت حفاظ میں فی الحال حافظہ کر رہے ہیں اور تقریباً ہر سال چار پانچ طالبان علم حافظ ہو کر فارغ ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا حفاظ کرام کے علاوہ جناب رئیس الحفاظ راجہ محمد عنایت صاحب کے اور بھی شاگرد ہیں جنکی تعداد تقریباً ایک سو ہے جو پورے قرآن مجید کے حافظ ہیں

(۷) حافظ سیف علی جھنگ

مذکورہ بالا افراد کے علاوہ جناب حافظ و قاری ذوالفقار علی شاہ بہت مشہور ہیں اب آج کل ملتان میں قیام پذیر ہیں قرآن کے ساتھ ساتھ انجیل اور زبور نیز توریت کی بھی تلاوت بڑی روانی کے ساتھ کرتے ہیں۔

شیعہ قراءت کالج لاہور

- لاہور شہر میں موچی دروازہ میں ایک امامیہ قرارت کالج ہے حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ قرارت بھی سکھائی جاتی ہے۔
- اس کے علاوہ کراچی شہر میں جامعہ امامیہ ناظم آباد نمبر ۲ میں قرآن حفظ کرایا جاتا ہے۔

عالم شباب
۱۹۳۱ء
عالم پیری
۱۹۶۳ء
علامہ حافظ کفایت حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اسمائے گرامی

شیعہ حفّاظ قرآن

جو

تعلیم آل محمدؐ کی روشنی میں

پاکستان میں درسِ قرآن سنا رہے ہیں

اور ان کی خدمات حفظ قرآن کے سلسلے میں ہر وقت حاصل کی جا سکتی ہیں!

رئیس الحفّاظ حافظ راجہ محمد عنایت حسین صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ سرگودھا

جنھوں نے سنو سے زیادہ حافظ بنائے

رئیس الحفاظ حافظ راجہ محمد عنایت صاحب

جائے پیدائش :- موضع گڑھا تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم

جناب حافظ راجہ محمد عنایت صاحب فی الحال مدرسہ محمدیہ سرگودھا میں جماعت حفاظ کے مدرس ہیں تقریباً اکیس سال سے ماشاء اللہ حفظ قرآن کا یہ عالم ہے کہ جس آیت کے بارے میں پوچھا جائے اس کا صحیح تعین کرتے ہوئے وہیں سے پوری سورۃ سنا سکتے ہیں۔ اور سورۃ الناس سے شروع کر کے سورۃ البقرۃ تک بھی سنا سکتے ہیں حفظ کے علاوہ درس نظامی کے بھی عالم ہیں۔ مدرسہ محمدیہ سرگودھا میں شرح لمعہ، معالم الاصول اور الاستبصار تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کے تلامذہ درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ کے شاگردوں میں حافظ قاری نذر محمد صاحب مولوی فاضل فن تجوید و قراءت میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔

(۲) حافظ اقبال حسین صاحب ساکن کوہلیاں تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا بھی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ مولوی فاضل پاس کر کے آج تک قم مقدس میں زیر تعلیم ہیں۔

(۳) حافظ مولانا سید ریاض حسین صاحب نقوی فاضل نجف اشرف وائس پرنسپل جامعۃ المنتظر۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔

(۴) حافظ مولانا سید محمد سبطین صاحب نقوی فاضل قم پرنسپل

ممتاز المدارس وزیر آباد۔
(۵) حافظ شیر محمد صاحب جسبو وال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ ذاکر اہلبیت بھی ہیں۔
(۶) حافظ غلام حیدر صاحب سابق مدرس جامعہ امامیہ ناظم آباد کراچی
(۷) حافظ سید ریاض حسین شاہ صاحب نقوی جوہر کالونی سرگودہا فی الحال مشہد مقدس میں زیر تعلیم ہیں۔
(۸) حافظ مظہر حسین صاحب ساکن موضع سکشیخین ضلع جھنگ
(۹) حافظ سید محمد ثقلین صاحب چک ۹۴ نزد قطب پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان۔
(۱۰) حافظ ریاض حسین صاحب کھوکھر موضع رتہ متہ کلاں تحصیل و ضلع جھنگ۔
(۱۱) حافظ حشمت علی صاحب علی پور سیداں ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال۔
(۱۲) حافظ راجہ محمد سبطین صاحب موضع لڑی ڈیال تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم۔
(۱۳) حافظ کریم بخش حیدری صاحب شیر گڑھ ضلع ساہیوال
(۱۴) حافظ ظفر حسن گوندل صاحب موضع جولانہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
(۱۵) حافظ ظفر حسین صاحب موضع مانگووال تحصیل شاہ پور ضلع سرگودہا۔
(۱۶) حافظ شوکت علی صاحب فی الحال ضلع ساہیوال میں کسی مقام پہ موجود ہیں۔

(۱۷) حافظ غلام رضا صاحب بستی رحمان ضلع ڈیرہ غازی خان ڈاک خانہ کالا۔

(۱۸) حافظ سید منظور حسین شاہ صاحب موضع ڈیہری سیداں تحصیل پنڈ دادن خان۔ ضلع جہلم۔

(۱۹) حافظ سید ثمر علی صاحب موضع سیوا سادات تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ۔

(۲۰) قاری حافظ غلام شبیر صاحب موضع تھیریال تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم۔

(۲۱) حافظ سید غلام مصطفےٰ صاحب ڈیہری سیداں تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم۔

(۲۲) حافظ نذر حسین صاحب لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔

(۲۳) حافظ سید ممتاز حسین شاہ جلال پور کھاکھیاں تحصیل لودھراں ضلع ملتان۔

(۲۴) حافظ گوہر حسین صاحب لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔

(۲۵) حافظ سید محمد عباس صاحب موضع بگھرہ سیداں تحصیل و ضلع راولپنڈی۔

● علاوہ بریں تقریباً دس طلبہ جماعت حفاظ میں فی الحال حافظہ کر رہے ہیں اور تقریباً ہر سال چار پانچ طالبان علم حافظ ہو کر فارغ ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا حفاظ کرام کے علاوہ جناب رئیس الحفاظ راجہ محمد عنایت صاحب کے اور بھی شاگرد ہیں جنکی تعداد تقریباً ایک سو ہے جو پورے قرآن مجید کے حافظ ہیں

لیکن اُن کے نام جناب رئیس الحفاظ کے پاس موجود نہیں ہیں۔

دیگر شیعہ حفّاظ کرام

(۱) جناب حافظ شیر خاں صاحب چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا مدرس دارالعلوم جعفریہ خوشاب ضلع سرگودھا۔

(۲) حافظ سید قادر علی شاہ صاحب بھابڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔

(۳) حافظ علی محمد صاحب رجوعہ سادات تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

(۴) حافظ محمد اعجاز حسین صاحب ولد شہادت علی صاحب سینئر سٹور کیپر آب پاشی ورکشاپ بھلوال سرگودھا۔

(۵) حافظ عبد الحلیم صاحب مدرسہ باب العلوم ملتان۔

(۶) حافظ غلام رسول صاحب مدرسہ باب العلوم ملتان

(۷) حافظ سید فضل حسین شاہ صاحب کوٹ چوڑ وَرَتہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا۔

(۸) حافظ راجہ فتح علی صاحب موضع ملوٹ تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم۔

(۹) حافظ سید منظور حسین شاہ صاحب شیعہ مسجد وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

(۱۰) حافظ علی محمد صاحب موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

(۱۱) حافظ عبد الحلیم صاحب خطیب شیعہ مسجد جہانیاں شاہ ضلع سرگودھا

(۱۲) حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب آفتاب پاکستان دولت گیٹ ملتان۔

(۱۳) حافظ قاری نور محمد صاحب مولوی فاضل شہباز پور تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک کے رہنے والے ہیں اور فی الحال مدرسہ جعفریہ پاراچنار کرم ایجنسی میں جماعت تجوید قرآن کے مدرس ہیں۔

موصوف رئیس الحفاظ راجہ محمد عنایت صاحب کے شاگرد رشید ہیں۔

حافظ شیخ محمد علی نابینا۔ گلگت

حافظ شیخ محمد علی نابینا نگر گلگت میں مقیم ہیں شہر نگر کے قدیمی باشندے ہیں۔ بہت اچھے حافظ ہیں۔ بڑی روانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان کا پتہ مجھکو مولانا محمد علی حسینی صاحب منتظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ بلتستان نے دوران گفتگو دفتر اخبار صدائے بلتستان میں ایڈیٹر جناب رضا انصاری کی موجودگی میں بتایا اور کہا کہ میں نے جناب شیخ محمد علی صاحب سے خود قرآن سنا ہے۔ مولانا محمد علی حسینی صاحب بلتستان کے بڑے مشہور عالم دین ہیں آپ نے دینی تعلیم کے لئے بلتستان میں ایک بہت بڑا دارالعلوم قائم کیا ہے جہاں پر شیعہ بچوں کو مکمل دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ علوم مشرقی سے بھی روشناس کرایا جاتا رہا ہے
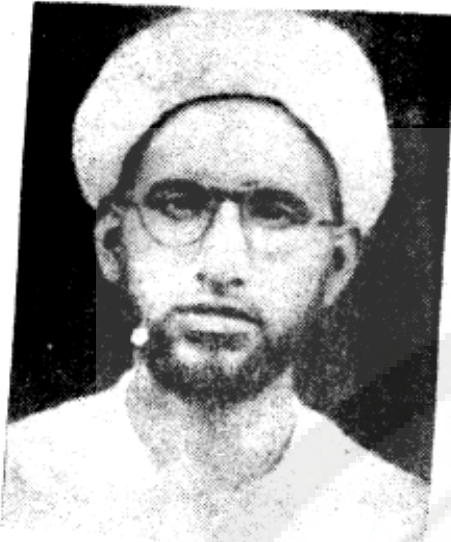
حافظ قاری
نور محمد
حافظ ظفر حسن گوندل
حافظ سید سبطین نقوی
حافظ سید منظور حسین شاہ
حافظ سید
غلام مصطفیٰ
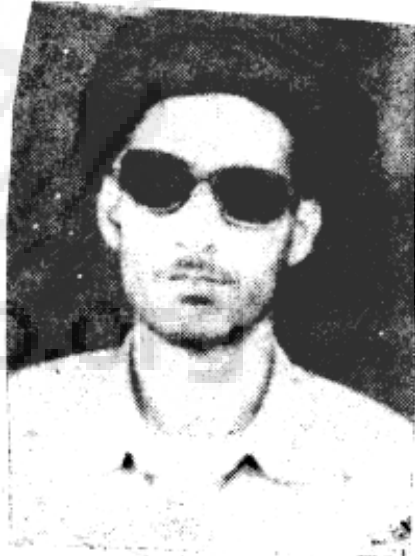
حافظ غلام رضا صاحب

حافظ سید محمد عباس

مزید اسمائے گرامی

مندرجہ ذیل شیعہ حفاظ قرآن کے اسمائے گرامی جناب مولانا سید عاشق حسین النقوی ساکن دانش گاہ آیت اللہ خمینی مدظلہ کوثر نیازی کالونی کراچی نے مرحمت فرمائے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ صاحبان بہت اچھے قاری اور حافظ ہیں اس وقت خداوند کریم کے فضل سے حیات ہیں

(۱) حافظ عاشق حسین صاحب کامل پور سیدان کیمبل پور اٹک
(۲) حافظ محمد طفیل آف ملہوالی تحصیل پنڈیگھیپ ضلع اٹک
(۳) حافظ کاظم رضا امامیہ قراءت کالج موچی دروازہ لاہور
(۴) حافظ تصدق حسین صاحب ڈیرہ غازی خان
(۵) حافظ محمد علی السید ضلع مظفر گڑھ
(۶) حافظ سیف اللہ جعفری جھنگ

(۷) حافظ سیف علی جھنگ

مذکورہ بالا افراد کے علاوہ جناب حافظ و قاری ذوالفقار علی شاہ بہت مشہور ہیں اب آج کل ملتان میں قیام پذیر ہیں قرآن کے ساتھ ساتھ انجیل اور زبور نیز توریت کی بھی تلاوت بڑی روانی سے ساتھ کرتے ہیں۔

شیعہ قرأت کالج لاہور

- لاہور شہر میں موچی دروازہ میں ایک امامیہ قرأت کالج ہے حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ قرأت بھی سکھائی جاتی ہے۔
- اس کے علاوہ کراچی شہر میں جامعہ امامیہ ناظم آباد نمبر ۲ میں قرآن حفظ کرایا جاتا ہے۔